رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انا الاولی القریہ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی جہاں در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ — مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۳ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۱ ہجری — جلد ۷

کلماتِ طیّبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

جاننا چاہیے کہ عالمِ آخرت درحقیقت دنیوی عالم کا ایک عکس ہے اور جو کچھ دنیا میں روحانی طور پر ایمان اور ایمان کے نتائج اور کفر اور کفر کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں وہ عالمِ آخرت میں جسمانی طور پر ظاہر ہو جائینگے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اس جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ ہمیں اس تمثّل وجود کا کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے اور ذرا سوچنا چاہیے کہ کیونکر روحانی امور عالمِ رؤیا میں متمثل ہو کر نظر آجاتے ہیں اور عالمِ کشف تو اس سے بھی عجیب تر ہے کہ وجود عدم غیبت حس اور بیداری کے روحانی امور طرح طرح کے جسمانی اشکال میں انہیں آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ بسا اوقات عین بیداری میں ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اور وہ اسی دنیوی زندگی کے طور پر اپنے اصلی جسم میں اسی دنیا کے کپڑوں میں سے ایک پوشاک پہنے ہوئے نظر آتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور بسا اوقات ان میں سے مقدس لوگ باذنِ تعالےٰ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں اور وہ خبریں مطابق واقعہ نکلتی ہیں بسا اوقات عین بیداری میں ایک شربت یا کسی قسم کا میوہ عالمِ کشف سے ہاتھ میں آتا ہے اور وہ کھانے میں نہایت لذیذ ہوتا ہے اور ان سب امور میں یہ عاجز خود صاحب تجربہ ہے۔ کشف کی اعلیٰ طرز میں سے یہ ایک قسم ہے کہ بالکل بیداری میں واقع ہوتی ہے اور یہاں تک اپنے ذاتی تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ ایک شیریں طعام یا کسی قسم کا میوہ یا شربت غیب سے نظر کے سامنے آگیا ہے اور وہ ایک غیبی ہاتھ سے منہ میں پڑتا جاتا ہے اور زبان کی قوت ذائقہ اُس کے لذیذ طعم سے لذت اُٹھاتی جاتی ہے اور دوسرے لوگوں سے باتوں کا سلسلہ بھی جاری ہے اور حواس ظاہری بخوبی اپنا اپنا کام دے رہے ہیں اور یہ شربت یا میوہ بھی کھایا جا رہا ہے اور اس کی لذت اور حلاوت بھی ایسی ہی کھلی کھلی طور پر معلوم ہوتی ہے بلکہ وہ لذت اُس لذت سے نہایت الطف ہوتی ہے اور یہ ہرگز نہیں کہ وہ وہم ہوتا ہے یا صرف بے بنیاد تخیلات ہوتے ہیں بلکہ واقعی طور پر وہ خدا جس کی شان بکل خلق علیم ہے ایک قسم کے خلق کا تماشا دکھا دیتا ہے پس جبکہ اس قسم کے خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی نمونہ دکھائی دیتا ہے اور ہر ایک زمانہ کے عارف اس کے بارے میں گواہی دیتے چلے آئے ہیں تو پھر وہ تمثلی خلق اور پیدائش جو آخرت میں ہوگی اور میزان اعمال نظر آئیگی اور پلصراط نظر آئیگا اور ایسا ہی بہشت اور دوزخ روحانی جسمانی تشکل کے ساتھ نظر آئینگے اُس سے کیوں عقلمند تعجب کرے کیا جس نے یہ سلسلہ تمثلی خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی عارفوں کو دکھا دیا ہے۔ اُس کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ وہ آخرت میں بھی دکھا دے بلکہ ان تمثلات کو عالمِ آخرت سے نہایت مناسبت ہے کیونکہ جس حالت میں اس عالم میں جو کمال انقطاع کا محل نہیں ہے یہ تمثلی پیدائش تزکیہ یافتہ لوگوں پر ظاہر ہو جاتی ہے تو پھر عالمِ آخرت میں جو اکمل اور اتم انقطاع کا مقام ہے کیوں نظر نہ آوے۔

یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیے کہ انسان عارف پر اسی دنیا میں وہ تمام عجائبات کشفی رنگوں میں کھل جاتے ہیں کہ جو ایک محجوب آدمی نقص کے طور پر قرآن کریم کی ان آیات میں پڑھتا ہے جو معاد کے بارے میں خبر دیتی ہیں سو جس کی نظر حقیقت تک نہیں پہنچتی وہ ان بیانات سے تعجب میں پڑ جاتا ہے بلکہ بسا اوقات اس کے دل میں اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عدالت کے دن تخت پر بیٹھنا اور ملائک کا صف باندھے کھڑے ہونا اور ترازو میں عملوں کا تلنا اور لوگوں کا پلصراط پر چلنا اور سزا جزا کے بعد موت کو بکرے کی طرح ذبح کر دینا اور ایسا ہی

نیوگ اور طلاق

ہمارے معزز ناظرین اخبار سے یہہ امر پوشیدہ نہیں کہ آج کل لاہور کے آریہ کس زور شور سے مسئلہ نیوگ اور طلاق پر بحث کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے بلا رہے ہیں۔ اگرچہ ا[illegible] لکھا جا چکا ہے مگر تاہم ہم بمصداق خیر الکلام ماقل ودل و کلام الامام امام الکلام حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی تحریر دلپذیر بطور فیصلہ کلیہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ راستی کے طالبگار معرفت و انکشافات تک پہنچیں وھو ھذا۔ ایڈیٹر

آریہ لوگ جب اُس اعتراض کے وقت جو نیوگ پر وارد ہوتا ہے بالکل لاجواب اور عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر انصاف اور خدا ترسی کی قوت سے کام نہیں لیتے بلکہ اسلام کے مقابل پر نہایت مکروہ اور بیجا افتراؤں پر آجاتے ہیں چنانچہ بعض تو مسئلہ طلاق کو ہی پیش کرتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ قدرتی طور پر ایسی آفات ہر ایک قوم کیلئے ہمیشہ ممکن الظہور ہیں جن سے بچنا بجز طلاق کے متصور نہیں مثلاً اگر کوئی عورت زانیہ ہو تو کس طرح اس کی خاوند کی غیرت اُس کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ عورت اسکی بیوی کہلا کر پھر دن رات زناکاری کی حالت میں مشغول رہے ایسا ہی اگر کسی کی جورو اسقدر دشمنی میں ترقی کرے کہ اوس کی جان کی دشمن ہو جاوے اور اُس کے مارنے کے فکر میں لگی رہے تو کیا وہ ایسی عورت سے امن کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے بلکہ ایک غیرتمند انسان جب اپنی عورت میں اس قدر خرابی بھی دیکھے کہ اجنبی شہوت پرست اسکو پکڑتے ہیں اور اوسکا بوسہ لیتے ہیں اور اس سے ہم بغل ہوتے ہیں اور وہ خوشی سے یہہ سب کام کراتی ہے تو گو تحقیق کے رو سے ابھی زنا تک نوبت نہ پہنچی ہو بلکہ وہ فاسقہ موقع کے انتظار میں ہو تاہم کوئی غیرت مند ایسے ناپاک خیال عورت سے نکاح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا اگر آریہ کہیں کہ کیا حرج ہے کچھ مضایقہ نہیں تو ہم اون سے بحث کرنا نہیں چاہتے ہمارے مخاطب صرف وہ شریف ہیں جن کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے غیرت اور حیا کا مادہ رکھا ہے اور وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ عورت کا جوڑ اپنے خاوند سے پاکدامنی اور فرمانبرداری اور باہم رضامندی پر موقوف ہے اور اگر ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک بات میں بھی فرق آجاوے تو پھر یہہ جوڑ قائم رہنا محالات میں سے ہو جاتا ہے انسان کی بیوی اس کے اعضاء کی طرح ہیں۔ پس اگر کوئی عضو سڑ گل جائے یا ہڈی ایسی ٹوٹ جائے کہ قابل پیوند نہ رہے تو پھر بجز کاٹنے کے اور کیا علاج ہے اپنے عضو کو اپنے ہاتھ سے کاٹنا کوئی نہیں چاہتا مگر بڑی مصیبت پڑتی ہے تب کاٹا جاتا ہے۔ پس جس حکیم مطلق نے انسان کے مصالح کیلئے نکاح تجویز کیا ہے اور چاہا ہے کہ مرد اور عورت ایک ہو جائیں اوسی نے مفاسد ظاہر ہونے کیوقت اجازت دی ہے کہ اگر آرام اوسمیں متصور ہو کہ کرم خوردہ دانت یا سڑے ہوئے عضو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کی طرح موذی کو علیحدہ کر دیا جائے تو اس طرح کاربند ہو کر اپنے تئیں فوق الطاقت آفت سے بچالیں۔ کیونکہ جس جوڑ سے وہ فواید مترتب نہیں ہو سکتے کہ جو اس جوڑ کی علت غائی ہیں بلکہ ان کی ضد پیدا ہوتی ہے تو وہ جوڑ درحقیقت جوڑ نہیں ہے۔

اور بعض آریہ عذر معقول سے عاجز آکر یہہ جواب دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حلالہ کی رسم نیوگ سے مشابہ ہے یعنے جو مسلمان اپنی جورو کو طلاق دے وہ اپنی جورو کو اپنے پر حلال کرنے کے لئے دوسرے سے ایک رات ہم بستر کراتا ہے تب آپ اُس کو اپنے نکاح میں لے آتا ہے۔ سو ہم اس افترا کا جواب بجز لعنة الله علی الکاذبین اور کیا دے سکتے ہیں ناظرین پر واضح رہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں حلالہ کی رسم تھی لیکن اسلام نے اِس پاک رسم کو قطعاً حرام کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو حلالہ کے پابند ہوں۔ چنانچہ ابن عمر سے مروی ہے کہ حلالہ زنا میں داخل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حلالہ کرنے کرانیوالے سنگسار کئے جاویں۔ اگر کوئی مطلقہ سے نکاح کرے تو نکاح تب درست ہوگا کہ جب واقعی طور پر اوسکو اپنی جورو بنالے اور اگر دل میں یہہ خیال ہو کہ وہ اس حیلہ کیلئے اُسکو جورو بناتا ہے کہ تا اوس کو طلاق کے بعد دوسرے پر حلال ہو جائے تو ایسا نکاح ہرگز درست نہیں اور ایسا نکاح کرنیوالا اوس عورت سے زنا کرتا ہے اور جو ایسے فعل کی ترغیب دے وہ اس سے زنا کرواتا ہے۔ غرض حلالہ علماء اسلام کے اتفاق سے حرام ہے۔ اور ائمہ اور علماء سلف جیسے حضرت قتادہ۔ عطا اور امام حسن اور ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور مجاہد اور شعبی۔ اور سعید بن مسیب اور امام مالک۔ لیث۔ ثوری۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور سب محققین علماء اسکی حرمت کے قائل ہیں اور شریعت اسلام اور نیز لغت عرب میں بھی زوج اسکو کہتے ہیں کہ کسی عورت کو فی الحقیقت اپنی جورو بنانے کیلئے تمام حقوق کو مدنظر رکھکر اپنے نکاح میں لاوے اور نکاح کا معاہدہ حقیقی اور واقعی ہو نہ کہ کسی دوسرے کیلئے ایک حیلہ ہو اور قرآن شریف میں جو آیا ہے حتی تنکح زوجاً غیرہ اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ جیسی دنیا میں نیک نیتی کے ساتھ اپنے نفس کی اغراض کے لئے نکاح ہوتے ہیں ایسا ہی جبتک ایک مطلقہ کے ساتھ کسی کا نکاح نہ ہو اور وہ پھر اپنی مرضی سے اُس کو طلاق نہ دے تب تک پہلا طلاق دینے والے سے دوبارہ اوس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ سو آیت کا یہہ منشا نہیں ہے کہ جورو کرنیوالا پہلے خاوند کے لئے ایک راہ بنا دے اور آپ نکاح کرنے کیلئے سچی نیت نہ رکھتا ہو بلکہ نکاح صرف اوس صورت میں ہوگا کہ اپنے پختہ اور مستقل ارادے سے اپنے صحیح اغراض کو مدنظر رکھ کر نکاح کرے ورنہ اگر کسی حیلہ کی غرض سے نکاح کریگا تو عند الشرع وہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوگا اور زنا کے حکم میں ہوگا۔ لہذا ایسا شخص جو اسلام پر حلالہ کی تہمت لگانا چاہتا ہے اُسکو یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کا یہہ مذہب نہیں ہے اور قرآن اور صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر احادیث صحیحہ کی رو سے حلالہ قطعی حرام ہے اور مرتکب اوس کا زانی کی طرح مستوجب سزا ہے۔

اور بعض آریہ نیوگ کے مقابل پر اسلام پر یہہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ یعنی نکاح موقت جائز رکھا گیا ہے جس میں ایک مدت تک نکاح کی میعاد ہوتی ہے اور پھر عورت کو طلاق دیجاتی ہے لیکن ایسے معترضوں کو اس بات سے شرم کرنی چاہیے تھی کہ نیوگ کے مقابل پر متعہ کا ذکر کریں۔ اول تو متعہ صرف اُس نکاح کا نام ہے جو ایک خاص عرصہ تک محدود کر دیا گیا ہو پھر ماسوا اسکے متعہ اوایل اسلام میں یعنی اوسوقت میں جبکہ مسلمان بہت تھوڑے تھے صرف تین دن کیلئے جائز ہوا تھا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جواز اس قسم کا تھا جیسا کہ تین دن کے بھوکے کیلئے مردار کھانا بیقراری کی حالت میں جائز ہو جاتا ہے اور پھر متعہ ایسا حرام ہو گیا جیسے سور کا گوشت اور شراب حرام ہے اور نکاح کے احکام نے متعہ کیلئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہیں رکھی۔ قرآن شریف میں نکاح کے بیان میں مردوں کے حق عورتوں پر اور عورتوں کے حق مردوں پر قایم کئے گئے ہیں اور متعہ کے مسایل کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اگر اسلام میں متعہ ہوتا تو قرآن میں نکاح کے مسایل کیطرح متعہ کے مسایل بھی بسط و تفصیل سے لکھے جاتے لیکن کسی محقق پر پوشیدہ نہیں کہ نہ تو قرآن میں اور نہ احادیث میں متعہ کے مسایل کا نام و نشان ہے لیکن نکاح کی مسایل بسط اور تفصیل سے .... بیان کئے جاتے ہیں مثلاً نیوگ جو ہندوؤں میں ایک امر واجب العمل ہے تو اون کی کتابوں میں اُس کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً لکھا گیا ہے کہ نیوگ میں قسم پر ہے (۱) اول بیوہ عورتوں کا نیوگ کیونکہ بیوہ کو وید کے رو سے نکاح کی اجازت نہیں اور یہہ بھی وید کا مسئلہ ہے کہ نجات کیلئے اولاد کا حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے بیوہ کو نیوگ کی اجازت دی گئی اس طرح پر کہ

وہ اپنے دیو۔ یا کسی برہمن سے ہمبستر ہوکر اولاد حاصل کرے (۲) دوسری قسم نیوگ کی یہہ ہے کہ اگر کسی مرد کے گھر میں اولاد نہ ہو اور نہ اولاد ہونیکے آثار پائے جائیں تو اُسے چاہیئے کہ اپنی عورت کو اولاد حاصل کرنیکے لیے دوسرے سے ہمبستر کرا دے اور اس طرح سے اولاد حاصل کرے (۳) تیسری قسم نیوگ کی یہہ ہے کہ اگر شوہر مرد کہیں باہر نوکری پر گیا ہو اور واپس نہ آسکے تو عورت کو روا ہے کہ دوسرے سے ہمبستر ہو کر اپنی شہوت کو فرو کرے اور ان تینوں قسموں کے متعلق احکام بھی ہیں مثلاً۔

ایک یہہ کہ عورت زندہ خاوند والی اولاد کے لئے دوسرے سے ہمبستر ہو اُسکو چاہیئے کہ اپنے خاوند کو بھی خدمت سے محروم نہ رکھے اور اوس کی خدمت کے لئے بھی جایا کرے۔

دوسرے وید مقدس کا یہہ حکم ہے کہ جو عورت کسی دوسرے سے ہمبستر ہو وہ اُس آشنا کے گھر میں جا کر اُس سے ہمبستر نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ اوس آشنا کو اپنے خاوند کے گھر میں بلاوے اور اُسی گھر میں اُس سے ہمبستر ہو۔

تیسرے یہہ بھی لکھا ہے کہ مرد نیوگ کرنیوالا اپنے بدن کو تیل مل لے یعنے عضو تناسل کو۔

چوتھے پنڈت دیانند نے وید کی رو سے یہہ بھی تاکید کی ہے کہ نیوگ میں سخت صحبت نہ ہو۔

پانچویں یہ قواید بھی مقرر کر دئے گئے ہیں کہ اتنے عرصہ میں اتنی مرتبہ صحبت ہو اس سے کم نہ ہو نہ اس سے زیادہ ہو اور اتنے بچے لئے جائیں اس سے زیادہ نہ ہوں۔

چھٹے یہہ بھی حکم ہے کہ جو بچہ نیوگ سے پیدا ہوگا وہ اسی مرد کا ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے کسی دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے اُس مرد کا ہرگز نہیں ہوگا جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہوا ہے۔

ساتویں یہہ بھی حکم ہے کہ وہ بیٹا جو بیرج داتا یعنے نیوگ کرنیوالے کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے وہ اسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے۔ اور بیرج داتا یعنے جس کا نطفہ عورت کے اندر گیا ہے کچھ حق اُس لڑکے پر نہیں رکھیگا اور کوئی ادب اور لحاظ اوس کا حق کے طور پر نہیں ہوگا اور لڑکا اوس کے مال کا وارث نہیں ہوگا بلکہ اوسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی پاکدامن عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے اسی طرح اور بھی احکام نیوگ کے ہیں جو ہم لکھ چکے ہیں۔ لیکن قرآن اور حدیث کے دیکھنے والوں پر ظاہر ہوگا کہ اسلام میں متعہ کے احکام ہرگز مذکور نہیں نہ قرآن میں اور نہ احادیث میں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر متعہ شریعت اسلام کے احکام میں سے ایک حکم ہوتا تو اُس کے احکام بھی ضرور لکھے جاتے اور وراثت کے قواعد میں اس کا بھی کچھ ذکر ہوتا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ متعہ اسلامی مسائل میں سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر بعض حادیثوں پر اعتبار کیا جائے تو صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جب بعض صحابہ اپنے وطنوں اور اپنی جوروؤں سے دور تھے تو ایک دفعہ اونکی سخت ضرورت کیوجہ سے تین دن تک متعہ اُن کے لئے جائز رکھا گیا تھا اور پھر بعد اوس کے ایسا ہی حرام ہو گیا جیسا کہ اسلام میں خنزیر و شراب وغیرہ حرام ہے اور چونکہ اضطراری حکم جسکی ابدیت شارع کا مقصود نہیں شریعت میں داخل نہیں ہوتے اس لئے متعہ کے احکام قرآن اور احادیث میں درج نہیں ہوئے اصل حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے متعہ عرب میں نہ صرف جائز بلکہ عام رواج رکھتا تھا اور شریعت اسلامی نے آہستہ آہستہ عرب کے رسُوم کی تبدیلی کی ہے جسوقت بعض صحابہ متعہ کے لئے بیقرار ہوئے سو اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظامی اور اجتہادی طور پر اُس رسم کے موافق بعض صحابہ کو اجازت دیدی کیونکہ قرآن میں ابھی اس رسم کے بارے میں کوئی ممانعت نہیں آئی تھی پھر ساتھ ہی چند روز کے بعد نکاح کی مفصل اور مبسوط ہدایتیں قرآن میں نازل ہوئیں جو متعہ کے مخالف اور متضاد تھیں اس لئے ان آیات سے متعہ کی قطعی طور پر حرمت ثابت ہو گئی۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو متعہ صرف تین دن تک تھا مگر وحی اور الہام نے اُس کے جواز کا دروازہ نہیں کھولا بلکہ وہ پہلے سے ہی عرب میں عام طور پر رائج تھا اور صحابہ کو بیوطنی کی حالت میں اس کی ضرورت پڑی تو آنحضرت نے دیکھا کہ متعہ ایک نکاح موقت ہے کوئی حرامکاری اس میں نہیں کوئی ایسی بات نہیں کہ جیسی خاوند والی عورت دوسرے سے ہمبستر ہو جاوے بلکہ درحقیقت بیوہ یا باکرہ سے ایک نکاح ہے جو ایک وقت تک مقرر کیا جاتا ہے تو آپ نے اس خیال سے کہ نفس متعہ میں کوئی بات خلاف نکاح نہیں اجتہادی طور پر پہلی رسم کے لحاظ سے اجازت دیدی لیکن خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ جیسا کہ اور صدہا عرب کے بیہودہ رسمیں دور کر دی گئیں ایسا ہی متعہ کی رسم کو بھی عرب میں سے اوٹھا دیا جاوے سو خدا نے قیامت تک متعہ کو حرام کر دیا۔ ماسوا اس کے یہہ بھی سوچنا چاہیئے کہ نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت ہے۔ نیوگ پر تو بھلا یہہ اعتراض ہے کہ اوس میں خاوند والی عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے دوسرے سے ہمبستر کرائی جاتی ہے لیکن متعہ کی عورت تو کسی دوسرے کے نکاح میں نہیں ہوتی بلکہ ایک باکرہ یا بیوہ ہوتی ہے جسکا ایک مقرری وقت تک ایک شخص سے نکاح پڑھا جاتا ہے سو خود سوچ لو کہ متعہ کو نیوگ سے کیا نسبت ہے اور نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت۔

پھر ماسوا اس کے ہم یہہ کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ اسلام ہی میں خوبی ہے کہ اُس میں ایک موقت نکاح بھی حرام کر دیا گیا ہے ورنہ دوسری قوموں پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے ادنیٰ ادنیٰ ضرورتوں کے لئے بھی زناکاری کو بھی جایز رکھا ہے بھلا ایک دانشمند نیوگ کے مسئلہ پر ہی غور کرے کہ صرف اولاد کی لالچ کے وجہ سے اپنی پاکدامن عورت کو نامحرم کے بستر پر بٹھا دیا جاتا ہے حالانکہ نہ اوس عورت کو طلاق دی گئی نہ خاوند کے تعلقات اُس سے ٹوٹے ہیں بلکہ وہ خاوند کی سچی خیرخواہ بنکر اس کے لئے اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں کوئی ایسی تعلیم نہیں جو ایک نوجوان عورت کو دوسرے نوجوان اجنبی مرد سے ہم بغل ہونے سے روکے اور مرد کو اس عورت کا بوسہ لینے سے منع کرے بلکہ یورپ میں یہ تمام کروہ باتیں نہایت بے تکلفی سے رائج ہیں اور پردہ پوشی کیلئے ان کاموں کے نام پاک محبت رکھا جاتا ہے سو یہ ناقص تعلیم کے بدنتائج ہیں۔ اسلام میں یہہ دستور تھا کہ اگر کوئی ایسے سفر میں جاتا جسمیں کئی سال کی توقف ہوتی تو وہ عورت کو ساتھ لیجاتا یا اگر عورت ساتھ جانا نہ چاہتی تو وہ ایک دوسرا نکاح اُس ملک میں کر لیتا لیکن عیسائی مذہب میں چونکہ اشد ضرورتوں کے وقت میں بھی دوسرا نکاح ناجائز ہے اسلئے بڑے بڑے مدبر عیسائی قوم کے جب ان مشکلات میں آپڑتے ہیں تو نکاح کی طرف اُن کو ہرگز توجہ نہیں ہوتی اور بڑے شوق سے حرامکاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن لوگوں نے ایکٹ چھاؤنی ہائے نمبر ۱۳ ۱۸۸۹ء پڑھا ہوگا وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی پابندی کیوجہ سے ہماری مدبر گورنمنٹ کو بھی یہی مشکلات پیش آگئیں ناظرین جانتے ہیں کہ یہہ گورنمنٹ کس قدر دانا اور دوراندیش اور اپنے تمام کاموں میں با احتیاط ہے اور کیسی کیسی عمدہ تدابیر رفاہ عام کے لئے اوس کے ہاتھ سے نکلتی ہیں اور کیسے کیسے حکما اور فلاسفر یورپ میں اسکے زیر سایہ رہتے ہیں مگر تاہم یہ دانا گورنمنٹ مذہبی روکوں کی وجہ سے اس کام میں احسن تدابیر پیدا کرنے سے ناکام رہی ہے یوں تو اس گورنمنٹ نے اپنی تدابیر اور حکمت اور ایجادات سے یونانیوں کے علوم کو بھی خاک میں ملا دیا مگر جس انتظام میں مذہب کی روک واقع ہوئی اس کی درست کرنے اور ناقابل اعتراض بنانے میں گورنمنٹ قادر نہ ہو سکی اس بات کے سمجھنے کیلئے وہی نمونہ ایکٹ نمبر ۱۳ ۱۸۸۹ء کافی ہے کہ جب گوروں کو اس ملک میں نکاح کی ضرورت ہوتی تو مذہبی روکوں کی وجہ سے نکاح کا انتظام نہ ہو سکا اور نہ گورنمنٹ اس فطرتی قانون کو تبدیل کر سکی جو جذبات شہوت کے متعلق ہے آخر یہہ قبول کیا گیا کہ گوروں کا بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق ہو کاش اگر اسکی جگہ

مسیح موعود کا غیروں سے خطاب

اے خدا نا شناسو اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضایع ہوا جو میں ضایع ہو جاؤں گا کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کریگا یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پروا نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا کبھی نہیں چھوڑیگا کیا وہ مجھے ضایع کر دیگا کبھی نہیں ضایع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ میں اسکے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اسکی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اسکا بول بالا ہو کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

اپنوں سے خطاب

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کونسے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ در پیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اوٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں۔ کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائینگے اور اون کا پچھلا حال اون کے پہلے سے بدتر ہوگا کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالیٰ کے راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر محض اوس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں اون کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مر شوے کردہ را نبود زیب دختری

عیسائیوں میں کثرت ازدواج

ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم ذیل میں مخدوم مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب کا عنایت کردہ مضمون درج کرتے ہیں جو اونکو فرقہ مارمن کے پریذیڈنٹ نے کھلی چٹھی کے نام سے اشاعت کے لئے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے۔ ایڈیٹر

سی آر سے نائیزڈ چرچ کے پریذیڈنٹ اور اخبار سینٹس ہیرلڈ کے ایڈیٹر مسٹر جوزف سمتھ کا نام کھلی چٹھی۔

جناب من اخبار ہیرلڈ مورخہ ۱۳۔ مارچ کے صفحہ ۲۰۲ پر میں نے ذیل کے ریمارکس اپنے حق میں پڑھے ہیں۔ "اپنی اولاد پر مغرور" اور اخبار **ملی نیل سٹار** مورخہ ۲۔ فروری ۱۹۰۳ء میں یوں رقمطراز ہے۔ "ایلڈر اے۔ ایم سمتھ شہر سالٹ لیک (واقعہ ملک امریکہ) علاقہ ہسٹوریل آفس جو اسوقت ۷۱ سال کی عمر کا ہے۔ اور اور معاملات پر قلم اوٹھاتا ہوا بعض وقت قدیم زمانہ کے دلچسپ حالات بھی شایع کرتا ہے۔ جنکو کہ ہم اپنے اخبار **سٹار** میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارا دوست یہ جرأت معاف فرمائینگے"

"بحرالکاہل کے جزائر میں میرے چار مشنری ہیں میرے بیٹے بھی مشنری کا کام کرتے ہیں جس کو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ میری تین مختلف بیویاں ہیں سے پچھلے سال دو پوتے ایک پوتی پیدا ہوئی ایک کے بیٹا ہیں ایک فلپ نوس اور ایک یوٹ ہیں یوٹہ کے لوگوں نے غالباً کثرت ازدواجی کی رسم کو ترک کر دیا ہے اور اون کے نزدیک یہ رسم ایک لاوارث چٹھی کی طرح ہے ایسی ایسی باتوں سے جو وقتاً فوقتاً شایع ہوتی ہیں زیادہ تر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ از سر نو اپنی اون ناپاک رسومات کو اختیار کرنیکے لئے موقعہ کی تلاش میں ہے"

آپ کی یہ سخت نکتہ چینی مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ کثرت ازدواجی کا اشارہ جو میری طرف کیا جاتا ہے۔ یہ سراسر بے موقعہ اور بے بنیاد ہے۔ میرے تینوں پوتوں کی تینوں دادیوں میں سے ایک چند سال ہوئے فوت ہو چکی ہے اور دو دیگر اسوقت معمر ہیں جن کے سب سے چھوٹے بچے ۱۵۔ سال کی عمر کے ہیں۔ میں اب ۷۱ سال کا ہو گیا ہوں پس اس سے آپ فوراً دیکھ سکتے ہیں کہ جہاں تک میرا اور میرے عیال کا تعلق ہے ہم کسی طرح بھی کی قرار داد کثرت ازدواج کی ناپاک رسومات کو از سر نو اختیار کرنیکے لئے موقعہ کی تلاش نہیں کر سکتے۔

افسوس کہ آپ اسی ناپاک رسم کہتے ہیں۔ اے سینٹ جوزف آپ کب تک اس جہالت میں پھنسے رہیگے کیا تم اسے ناپاک رسم کہتے ہو اور ہم لوگوں کو بڑی گستاخی سے عیاش کا خطاب دیتے ہو۔ آپ اور آپ کے بزرگ مخونانہ طور سے کثرت ازدواج کے مسئلہ پر نفرت آمیز کلمات کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ طریق تمہارے غیر فانی خداوند نے جاری کیا۔ اور تمہارے ہی **جائز** مرادر دیگر بزرگوں نے اس کو عملی طور پر کار بند ہو کے کثرت وجوں سے پیدا کر کے دکھایا اور یہاں کے عیسائی بزرگ باوجود ہر طرح کی تنگی اور ترشی کے اپنے عیال اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا سامان ہم پہنچانے میں انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ کہ ہم کثرت ازدواج کی رسم کو جاری کرنے کا موقعہ ڈھونڈتے ہیں۔ سراسر کینہ اور وحشیانہ حملہ ہے جو آپ جیسے شریف آدمی کی شان سے بعید ہے۔

۔ اپنے امر کہ کثرت ازدواج کی ناپاک رسم کو عیاں کر آپ نے کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کے کلیسا کے بزرگوں نے کثرت ازدواجی کی ناپاک عمل کی متعلق جیسا کہ آپ یسوع مسیح کے کلیسا کے بزرگوں سے بیان کرو انتخہ میں پیٹر بلیڈ کے ناظرین کے لئے چند واقعات دلائل اور نظایر جو اون تحریکات و جذبات کے متعلق ہیں اور جو اس پاک شادی کے رسوم کے تحت ہیں جس سے دنیا بکلی جاہل ہے بیان کرتا ہوں۔ ہم مانتے ہیں اور صریح اقرار کرتے ہیں کہ زناکاری اور حرامکاری اور بے حیائی خواہ کسی قسم کی ہو ہماری روحوں کی ہر ایک حس اوسے مکروہ جانتی ہے اور زنا کا گناہ ہمارے نزدیک قتل کے برابر ہے تمام ہمارے قوانین ضوابط اور نیمے دینی یا دنیوی حیثیت سے کلیسا کے ابتدا سے ابتک اسی طرح تسلیم کئے گئے ہیں زنا کا جرم سخت سے سخت سزا کا مستوجب ہے اور ایسا آدمی ہرگز کسی گرجے کی ممبری کے لائق نہیں اور نہ وہ آسمانی بادشاہت میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ خداوند کی مقدس ہیکل میں باریابی حاصل کر سکتا ہے چنانچہ بڑے بڑے محققوں اور مذہبی مناروں نے اپنے خطبوں اور وعظوں میں بڑی استحکام کے ساتھ اس بات کو بیان کیا ہے۔ فرقہ مارمن کا مخالف گروہ بزرگان دین کے طریق عمل کو اپنے اعمال کے ترازو میں وزن کرتا ہے۔ اس لئے وہ اس مقدس اصول تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ جس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ ہماری غایت اور مقصود کثرت ازدواج سے اولاد کا حاصل کرنا ہے اور یہ نعمت خداداد ہے ہمارے بچے ابد تک ہمارے ساتھ رہیں گے۔ اور اگر وہ اور ہم خدا کے فضل کے مستحق ہوئے تو

جنت میں ایکدوسرے کی رفاقت کا لطف اٹھائینگے ہم دنیاوی اشیاء سے کوئی اشیاء قبر کے دروازے اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتے لیکن ہم اپنے بچوں کو ساتھ لیجا سکتے ہیں جو ہماری ابدی میراث ہے۔

تمام عہد عتیق و جدید میں اولاد والی عورت ایک الٰہی برکت و نعمت سمجھی گئی ہے اور بانجھ عورت قاعدہ کے موافق خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا نشان ہے۔ مارمن لوگ یا دوسرے محض ایک ہی تو ایک گروہ ہونگا اگر وہ کسی ناپاک اور بری رسومات کی پیروی کریں جیسا کہ آپ ایک مقام میں رسم شادی کو جو پاکیزہ کرنیوالی ہے بری ٹھہراتے ہیں۔ گویا یہ رسم ناپاک جذبات کی پیروی کیلئے ہے۔ باوجود یکہ سخت سے سخت تکلیفیں پہنچتی ہیں اور قتل و جرمانہ و قید کی دھمکیں دیجاتی ہیں۔ املاک ضبط کیجاتی ہیں بچے اور عورتیں ستائے جاتے ہیں گرجے منہدم کئے جاتے ہیں۔ مگر با ایں ہمہ یہ سب تکالیف فقط اس کثرت ازدواج جیسی بری رسم کے چھوڑا کرنے سے اپنے اور اپنے بچوں کے سر پر ہمکو لینی پڑتی ہیں۔ بھلا کہ اگر ہم ایک ہی عورت رکھتے جیسا کہ یورپ میں رواج ہے تو کیا عیسائی دنیا میں آگے کیا کم بدکاری تھی جس سے ہمکو حیا دامنگیر ہوتا جب ایک عورت رکھنے سے بھی تمام عیسائی دنیا بدکاری اور حرامکاری میں مستغرق ہے تو ہمکو اگر کثرت ازدواج عیاشی کی خاطر تھا تو کونسی بات سد راہ ہوتی۔ ہمارے لئے تو ایک نعمت تھی کہ عیالداری کا بوجھ بھی نہ اٹھانا پڑتا بچوں اور اُن کی تعلیم کے لئے بار نہ لینا پڑتا اور عیاشی بھی ہوجاتی الغرض یہ ایک کمینہ خیال ہے جو کمینہ دل سے پیدا ہوتا ہے۔

مارمن لوگ پاک امن رکھنیوالے معتدل مزاج صفائی پسند۔ کفایت شعار اور بہادر ہیں اور ہر ایک آدمی جو ان کو جانتا ہے واقف ہے کہ وہ ہر ایک بدکاری سے سخت متنفر ہیں اور ہر ایک کلیسا کے بدنام کرنیوالی شرارت سے مجتنب چنانچہ تمام ادنیٰ کتابیں اور خطبات اُن کے اس حال کے مصدق ہیں جب آپکے بڑے اور اعلیٰ بزرگ نے شادی کا پیغام حاصل کیا اس نے کہا تھا کہ اگر یہ رسم قائم کیجاوے تو یہ تمام قوموں کو تندرست کر دیگی اور ان کے گناہ کا جذام جاتا رہے گا تو کیا اب قوموں میں اس آسمانی نسخہ کی طاقت نہیں کہ وہ قومی امراض کے دور کرنے کے لئے اس کی خواستگار نہیں۔

جناب نے کبھی عیسائی دنیا کے بدمعاشوں حرامکاروں۔ زانیوں۔ چوروں ...... وغیرہ وغیرہ اشخاص کا بھی خیال کیا ہے۔ اور بچہ کشوں طلاق دینے والوں وغیرہ طرح طرح کے بدمعاشوں کا بھی جن سے عیسائی دنیا بدنام ہے۔ امریکہ اور یوروپ کے کتنے شہر ہیں جو میدانوں کے شہروں سے یعنے سدوم و گمورا سے زیادہ پاک و صاف ہیں حالانکہ وہ آسمانی آگ سے ہلاک کئے گئے جب میں واشنگٹن شہر میں تھا مجھے ایک مدبر نے جو ہماری نیک عادات سے واقف تھا نہایت سنجیدہ مزاجی سے بتایا کہ کانگریس کا اجلاس تک کوئی خوبصورت سوائے آزادی کی دیوی کے جو دار الخلافہ کے گنبد پر لوگوں کی دستبرد سے محفوظ تھی بجا حملہ سے بچ نہ سکی۔

مسیح کی جلالی انجیل تو بیشک غلطی کی رسم کو پاک اور معزز بنانا چاہتی ہے اگر اسکے موافق عمل کیا جاوے تو دنیا ہی بہشت ہو جاوے اور یہی مرد اور عورت ایک آرام کی زندگی بسر کریں اور نیک بادہ زمین بھی اپنے کینہ اور گرے ہوئے بچوں کی تکلیف سے چھوٹ جاوے اگر قومیں اپنی موجودہ حالت سے چھٹکی ہو جاویں اور بے انت فریب خوردہ مسکین سرشت کے انسانیوں کے قومی اور ذریعہ سے ہر جاویں تو دنیا عالی خیال اور پاک باطن انسانوں سے معمور ہو گی حتی کہ خدا کا مظہر بن جاوے گی اور دنیا میں نیکی با قاعدگی اور انتظام کے اصول قائم ہو جاوینگے اور دنیا خوشی کے جوش سے ہوشنا لکار اٹھیگی

یہ دلیل جو معترضین کی طرف سے پیش کیجاتی ہے کہ دنیا میں مرد اور عورت کی تعداد برابر ہے اگر ایک آدمی کئی شادیں کرلیوے تو دوسرے بے جوڑ رہ جاوینگے بالکل بودی اور سراسر گمراہ کن ہے آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ایک تہائی اشخاص ایسے ہیں جو شادی کرنا پسند ہی نہیں کرتے اور دوسرے ایک تہائی وہ لوگ ہیں قریباً فیصدی پر جو بچوں اور عورتوں کی رفاقت کے لائق نہیں اور باقی ایسے رہ گئے جو بچوں اور عیال کی پرواہ کرتے ہیں بچہ کشی اور خونریزی اسقاط وغیرہ کے کیس چھوڑ کر ایسے لوگ بھی ہیں جو روپیہ پیسہ کی خاطر شادی کرتے ہیں۔

لیکن مردوں کے علاوہ عورتوں کے ساتھ یہ حالت نہیں۔ چنانچہ مستورات کے بڑے مربی مسٹر میلٹن صاحب نے اس طرح بیان کیا ہو ”لاکھوں میں سے کوئی بھی عورت ایسی نہیں جسکو جب موقع لگے شادی کرنے کے لئے رضامند نہ ہو میں یہ بات ایسی پختہ طور پر جانتا ہوں جیسے کہ آسمان پر ستاروں کو دیکھتا ہوں گو کہ سورج کی روشنی ہی ہو تب بھی میں سیاروں کے چمکنے کا قائل ہوں۔

عقلمند ہو یا بیوقوف خوبصورت ہو یا بدصورت اگر تمام شادی کو اس کے جائز اصول پر کریں اور اس کے متعلق فرائض و ہدایات کی پابندی کریں تو دنیا ان کے لئے باغ ارم ہو جاوے گی دنیا کی کوئی حالت اس پاک اور محبوب کی آگ کو جو خاندان کے چولہے میں جلتی ہے ایسے دلچسپ اور محبوب ترین حالت کبھی بدل نہیں سکتی اور بغیر زناشوئی اور مادرانہ محبت کے اس کی طبیعت کی خوبیاں مخفی رہتی ہیں اور محبت کا چشمہ بند رہتا ہے۔“

آپ کی بے عیب طرح انصاف پسندی سے ایسی گستاخی ہوئی ہے کہ آپ بار بار اصرار کر رہے ہیں۔ کہ ایک آدمی کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنی نہ چاہئیں تا نہ ہو کہ دوسرا شخص مجبور بجز دا اختیار کرے۔ بھلا آپ کی فرضی مثال اور دلخراش کن خیال ایک بیوی کو کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جبکہ بیشمار اشخاص ایک بیوی رکھکر بھی دوسرے ناپاک ذریعہ سے عملی طور پر کثرت ازدواج کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں

میں خوب جانتا ہوں کہ آپ تین عورتیں رکھ چکے ہوئے بلکہ بعض سے تین لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں اور تم بڑھاپے کو پہنچ چکے ہو۔

کیا تم اسوقت ان بوڑھی عورتوں کی پرواہ نکروگے یا دو عورتیں چھوڑکر ایک کی تکد میں رہوگے اس لحاظ سے تمنے بقول اپنے دو آدمی شادی سے محروم کئے اور پھر کسی دو اور کو محروم کروگے اور دوسری بات یہ ہے کہ تمکو اپنی زندگی میں تین عورتوں پر کیا حق حاصل ہے حالانکہ تمہارے ایسا کرنے سے دو اور آدمی مجرد رہے اور یہ آپکی نفس پرستی کیا یہی الزام آپ ہم پر نہیں لگاتے کیا اس قسم کے مجرم جیسے ایک بیوی والے کرتے ہیں کثرت ازدواج والے نہیں کرسکتے۔ مردم شماری کے بارے میں جو آپ نے اشارہ کیا ہے کہ وہاں مردوں کا شمار عورتوں کی نسبت زیادہ ہے اور جسکو آپ قانون قدرت کے لحاظ سے مطابق کرنا چاہتے ہیں مگر افسوس کہ ایک بات آپ کے بیان سے رہ گئی ہے وہ یہ کہ اس مردم شماری میں ایک تہائی آبادی حبشی اور چینی عورتوں کی ہے تو اس صورت میں جبتک ایک عورت کئی خاوند نہ کرے ممکن نہیں کہ تمنے آدمی بے زن نہ رہ سکیں

یہ سچ ہے جو کہتے ہیں کہ عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے اس صورت میں جبتک آدمی زیادہ بیویاں نہ کرے۔ ممکن نہیں عورتیں بے خاوند نہ رہجائیں۔ اور یہ بھی قانون قدرت کے عین موافق ہے اس تمام قصے میں جو فریق مخالف کثرت ازدواج کیطرف سے قائم کیا جاتا ہے اس میں عورتوں اور بچوں

کے جائز اور مستحسن مدعا کو بالکل ذلیل کیا گیا ہے
میں نہایت ادب اور سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں
کہ بھلا اس پاک رسم کثرت ازدواجی کو چھوڑ کر سوسائٹی
کس قدر نقصانات کی متحمل ہوگی۔ اگر یہی معاملہ کسی
دانشمند کے سامنے پیش کیا جائے تو یہ ایک [illegible]
اور عورتوں کے جائز حقوق کا عیاشی کے خلاف
مقدمہ ہوگا جس پر نسلی ترقی نوع انسان موقوف
ہے۔ کیسے وہ لوگ قابل قدر ہیں جو اولاد کی خاطر
کثرت ازدواجی کو رواج دیتے ہیں اور اپنی دانست میں اولاد کو
خدا کی منشاء کے موافق بڑھاتے ہیں۔ اور وہ اپنے نفس
کی خواہش کے موافق ہر ایک جذبات کے غلام بننا
پسند کرتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک
قوت عطا کی ہے جو بقائے نسل کی غرض سے اوس میں
ودیعت کی گئی ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر اس الٰہی
منشاء کو محدود کرنیکے لئے کوئی قدرتی سامان مقرر نہیں
کیا گیا۔ مرد کو بے تعداد بچوں کا باپ بنانیکا وصف
عطا کیا ہوا ہے۔ مگر عورت کو یہ وصف نہیں دیا بلکہ
خاص حد کے بعد وہ اولاد کے قابل نہیں رہتی۔ زبور
کے حامل حضرت داؤد علیہ السلام کامل طور پر
اس خدمت اور منشاء الٰہی کو سمجھتے تھے۔ اون کی
کتاب زبور کو غور سے پڑھو انسان کے فرائض کے
متعلق کیسی مدح سرائی کی ہے۔

"دیکھو بچے خداوند کی میراث ہیں اور
رحم کا پھل انسان کا اجر ہے جیسا تیر زور آور
کے ہاتھ میں ہے ویسا ہی جوانی کے بچے ہیں۔
خوش ہے وہ انسان جس کی ترکش بھری
ہوئی ہے ایسے لوگ شرمندگی نہیں
اٹھائینگے بلکہ دشمن کا مقابلہ عین شہر
کے پھاٹک پر کرینگے"

اب میں جملہ معترضہ کے طور پر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا
داؤد کثرت اولاد پر ناز نہیں کرتا تھا۔ اور کیا انسان
کے لئے ذلیل ترین و مہلک امراض مثل سوزاک
آتشک کوڑھ وغیرہ سے جن میں تمام عیسائی دنیا
کثرت سے مبتلا ہے بچنا ضروری نہیں۔

اور یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں کہ مہذب دنیا
یعنے عیسائی دنیا میں لاکھوں ایسی بیکس عورتیں
ہیں۔ جنکو اون کے ظالم خاوندوں نے دھکا دیکر
نکال دیا ہے یا وہ جو بانجھ ہیں یہ کیسے نادان مجرم
قانون قدرت کے خلاف کرنے والے سفاک آدمی
وہ ہیں جو عظیم الشان انسانوں کے طریق و روش
کو بھلا دیتے ہیں جنہوں نے بانجھ عورت کے نقصانات
اور صاحب اولاد عورت کے فوائد کو بسط سے بیان
کیا ہے۔ سونا اور چاندی اکٹھا کر لینا اور بڑے
بڑے کارخانوں کا مالک بن جانا یا ایک مشہور
تاجر ہونا بڑے بھارے جہازوں اور مویشیوں کے
گلوں کا مالک ہونا کونسی فخر کی بات ہے جبکہ

انسان ایسی عورت حاصل کرنے کی کوشش نہ
کرے جو اوس کے لئے اولاد پیدا کرے یہی وہ
مدعا ہے جسکی تڑپ ہر ایک انسان میں اللہ تعالیٰ
نے پیدا کی ہے اور جس کے لئے دعائیں مانگتا ہے
تا اوس کا کوئی نام لینے والا ابد تک باقی رہے
جو ایک اجر دوام کا باعث ہے آپ میرے حق میں
فرماتے ہیں کہ میں اپنی کثرت اولاد پر فخر کرنیوالا
ہوں واقعی یہ نعمت خداداد ہے۔ وہی خدا
ہمارا مددگار ہے۔ اوس اولاد کی بابت ہم خیال
چاہتے ہیں کہ ہمارے بارہ ۱۲ لڑکے طاقت اور شوکت
کا مجموعہ ہو جاویں اور انسانی نسل میں مادی اور
روحانی فوائد نشوونما کرنے میں ہمیشہ کمالی
رہیں + ہمارے دو نو لڑکے شہر منیلا میں اپنے
قومی جھنڈے کی حفاظت میں۔ یوسٹ کی مشہور
مورچہ بندی پر والنٹیر تھے۔ یہہ بیان مزاحانی
از لطف نہ ہوگا کہ ہمارے مورث اعلیٰ حضرت یعقوب
کے بارہ فرزند چار بیویوں سے پیدا ہوئے تھے
آپ کی اون کے بارے میں کیا رائے ہے کیا میرے
جیسا غریب آدمی بارہ لڑکے چار بیویوں سے حاصل
کرے اور نئی یروشلم میں اوس کے پیچھے داخل ہو
جس کے مقدس دروازے پر اوس کے بارہ لڑکوں
کا غیر فانی نام کندہ ہے جو اوس کے لئے اوس
کی چار بیویوں سے پیدا ہوئے تو آپ نے
ہمارے اس معزز رشتہ کو جو یعقوب کے ساتھ
بلحاظ کثرت ازدواج و کثرت اولاد ہے۔ کیونکر
قابل طعن و تشنیع سمجھتے ہیں آپ کی تمام طرز
پاک رسم کی تردید میں گذر گئی جس کے سبب
سے حضرت یعقوب ابد تک مشہور ہو گئے تو
کیا آپ یا آپ کا نامہ نگار اس مقدس انسان کو
قابل تقلید سمجھتا ہے یا نہیں۔ کیا یہ ضروری نہیں
کہ ایسے عظیم الشان انسان کی اولاد اپنے جد امجد
کی نقش قدم پر چلے جس پر چلنا اون کے لئے فخر
کا باعث ہے۔ کیسے افسوس کی بات ہوگی اگر
بڑے پیغمبر کی اولاد اوس کی پیروی نہ کرے۔

میں آپ کے والدین کو خوب جانتا ہوں وہ کہ
جب ہم کوئٹہ میں رہتے تھے ہمارے ہی پاس آکر
ٹھہرا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ خط معمول سے زیادہ
لمبا ہو گیا ہے مگر میں آپ کی انصاف پسند طبیعت
سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس کی اشاعت کے
ضرور حامی ہونگے۔ نیز یہ آپ کی طعن و تشنیع کے
خلاف زیادہ طول نہ ہوگا۔ والسلام

بڑے ادب سے — وغیرہ وغیرہ

اپنی کثرت اولاد پر فخر کرنیوالا اور دعا کرنے والا
کہ زمانہ دراز تک خدا اوس کو جنگل کے تناور بلوط
کے درخت کیطرح کثرت سے پھیلنے والا کرے

(ایلکس مسٹر)

رؤیا صادقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱۸ مئی ۱۹۰۳ء
کی رات کو سوتے ہوئے یہ الفاظ میری زبان
پر آئے جیسا کہ کسی کا پتہ بتایا جاتا ہے۔ آصف آباد
مسجد سلطان روم نظام الدین محمد نذیر خان
آخری نام اب ایسا ہی یاد پڑتا ہے کہ پہلے نظام الدین
تھا پھر چند سیکنڈ کا وقفہ ہوا اور پھر دوسرا نام
ہوا۔ اسواسطے مجھے کچھ نام میں شبہ سا رہا
مگر غالب ایسا ہی تھا جیسا کہ لکھا گیا ہے صبح کو
میں نے یہ خواب کئی دوستوں کے سامنے ذکر
کی پھر حضرت مسیح کی مجلس میں بھی عرض کیا گیا
آپ نے فرمایا کہ اس سے اس کا کچھ تعلق ہوگا
ٹھیک الفاظ تو یاد نہیں رہے۔ ایسا ہی مطلب
تھا۔ اب میں حیران تھا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ؟
الحکم نمبر ۱۸ جلد ۷ مورخہ ۲۴ مئی
میں بطور استفسار کے یہ خواب شایع کیا گیا۔
بعض دوستوں کی رائے سے یہ قرار پایا کہ ایک
کارڈ اس پتہ پر بھیج دیں شاید کسی کو ملے اور
کچھ راز معلوم ہو۔ جغرافیوں اور ڈاکخانوں کی
کتابوں میں کہیں آصف آباد کا پتہ نہ چلا مگر
توکلاً علی اللہ ۲۰ مئی کو ایک جوابی کارڈ لکھکر
اس پتہ پر روانہ کیا گیا۔ کارڈ کا مضمون صرف
اتنا تھا۔ کہ اگر آپکو یہ کارڈ ملے تو جواب سے جلد
سرفراز فرماویں اس میں کچھ راز ہے مفصل حالات
پھر اطلاع ہوگی دوسرے دن یعنی ۲۱ مئی کو ایک
اور کارڈ جوابی نہ تھا ڈاک میں ڈالا گیا۔ مگر اس
ڈاک میں میں نے اپنا خواب بھی لکھ دیا تاکہ مکتوب الیہ
کو معلوم ہو اس ناگہانی خط و کتابت کا سبب بھی
معلوم ہو۔ ایک ماہ تک ان دونو کارڈوں کا
کچھ پتہ نہ آیا اور نہ اخبار کا کوئی جواب ہمکو
ملا۔ بعض اور دوست اس خیال میں تھے
کہ اس نام کا شہر ایران یا روم میں ہوگا۔
چنانچہ ایران میں ایک دوست عبد المحبوب
کے نام بھی ایک خط لکھا گیا۔ ۸ جون کو دوسرا
کارڈ جس میں خواب درج تھا مختلف مقامات
سے ہو کر میرے پاس واپس آیا کہ مکتوب الیہ کا
پتہ نہیں ملتا۔ اس کارڈ پر ڈاکخانہ کی ۸ مہریں
لگی ہوئی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل
ڈاکخانہ نے مکتوب الیہ اور اوس کے شہر کی
تلاش میں بہت کوشش کی مگر پتہ نہیں ملا تب
یہ خیال پختہ ہو گیا کہ یہ شہر آصف آباد ہندوستان
میں نہیں ہے کہیں اور تلاش کرنا چاہئے۔ مگر
دس جون ۱۹۰۳ء کو پہلا کارڈ جس میں خواب
درج نہ تھا۔ اسکا جواب حیدرآباد سے ایک

صاحب محمد نظام الدین ساکن آصف نگر نے دیا کہ کر آپ کا کارڈ ملا ہے بسبب علالت طبیع جواب نہیں دے سکا اس کے بعد تیسرے دن یعنے ۱۷ جون کو انہیں صاحب کی طرف سے ایک لفوف ملا جس کو معلوم ہوا کہ یہ آصف نگر کے رہنے والے اور حال میں سیف آباد میں مقیم ہیں غالباً ان کے اصلی وطن اور موجودہ مقام پر دو کا پتہ آصف آباد کے لفظ میں مجھے بتایا گیا اور وہ مسجد قطب شاہی میں شب باش تھے جب میں نے خواب دیکھی چونکہ مجھے مسجد سلطان روم کے نام سے بتلائی گئی تھی اور ان کا اصلی نام نظام الدین ہے اور محمد زیرک خان لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونگے۔ بعض خوبیوں کا اظہار ہے۔ اس کا خط بعینہ نیچے درج کرتا ہوں کیونکہ مجھے جو القا ہے اور ان کا خواب ہر دو ایک ہی رات یعنے ۴ مئی کی تھی اور میں ان کو اور وہ مجھ سے محض ناواقف تھے۔ یہ سارا معاملہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰات والسلام کی دعوے مسیحیت اور مہدویت اور خلافت کے واسطے ایک عجیب دلیل اور نشان ہے اور خواب کی حقیقت پر منکرین کے واسطے سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔

عاجز محمد صادق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام

(قادیان)

مکرم مخدوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنے پاک پروردگار اور اس کے برگزیدہ نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر ایک گرامی خدمت میں رویا صادقہ تحریر کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ مراسلہ کو اخبار میں درج فرما دینگے فقط۔ راقم محمد نظام الدین ساکن کوچہ پٹھو موسیٰ ورود مدراس۔ حال مقیم حیدر آباد دکن ساکن سابق آصف آباد بتاریخ چار مئی سنہ ۱۹۰۳ء رات کے دو بجے بعد تہجد ادا کرنے کے مسجد قطب شاہی واقع آصف آباد میں میں سو رہا تھا اور یہ رویا صادقہ مجھ کو ظاہر ہوا مسجد کے ممبر پر حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں اور اولیاء عظام دست بستہ استادہ ہیں۔ رسول خدا کی زبان مبارک سے کچھ آیات عربی سنائے گئے اور تمامی سامعین نے مرحبا یا رسول اللہ کہنا شروع کیا۔ پس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف فرما کر اور ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرما ہوئے۔

اے ناظرین تم اس شخص کو جانتے ہو۔ تمامی پیغمبران اور اولیاء کرام نے عرض کی یا رسول اللہ یہ خدا کا فرستادہ ہے اور مسیح موعود کے نام سے منجانب اللہ مقرر ہوا ہے۔ ہم لوگ اس کے تمامی احکام کے مقتدی ہیں اتنے میں حضرت رسول خدا آواز بلند یوں ارشاد فرمانے لگے کہ میرا باطنی وجود مرزا غلام احمد مسیح موعود کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ یعنے جو آگے دنیا میں ظاہر ہوا تھا پوشیدگی طور سے ہوا تھا۔ اب جو ظاہر ہوا ہوں یہی میرا اصلی وجود ہے۔ رسالت کے ختم ہونے کی کنجی مرزا غلام احمد کے مسیح موعود کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ جو شخص اس پر ایمان لایا گویا وہ گذشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جو شخص اوس پر ایمان نہیں لایا قیامت میں میں اوس کا شافعی نہیں ہونگا مرزا غلام احمد مسیح موعود نے دست بستہ رسول مقبول سے یوں عرض کرنا شروع کیا۔ یا نبی اللہ میں نے آپ کی پیشین گوئیوں کو پورا کیا اور خدا تعالیٰ کا کلام سنایا۔ لیکن مشرکین نے انکار کیا بلکہ ایذا رسانی کے درپے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے۔ جو ہم دنیا میں ان مشرکین اور منافقین سے کسقدر صدمہ پہنچے تھے اتنے میں تمامی لوگ گریہ وزاری کرنے لگے اور مرزا صاحب نے دست مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سر پر رکھ کر یہ اشعار باآواز بلند پڑھنے شروع کئے۔

جانم فدا شود بر دین مصطفےٰ

این است کام دل اگر آید میسرم

ہزار بود من لبسر اید بعشق او

از خود تہی و از غم آن دلستان پرم

رؤیا صادقہ حضرت مسیح موعودؑ

۴- جون سنہ ۱۹۰۳ء

خواب فرمایا ۲ یا ۳ بجے رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک جگہ پر مع چند ایک دوستوں کے گیا ہوں وہ دوست وہی ہیں جو ہمارے ہر دم پاس رہتے ہیں ایک ان میں مخالف بھی معلوم ہوتا ہے اس کا سیاہ رنگ لمبا قد اور کپڑے چرکین ہیں۔ آگے جاتے ہوئے تین قبریں نظر آئی ہیں۔ ایک قبر کو دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ والد صاحب کی قبر ہے اور دوسری قبریں سامنے نظر آئیں میں ان کی طرف چلا اس قبر سے کچھ فاصلہ پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ صاحب قبر (جسے میں نے والد کی قبر سمجھا تھا) زندہ ہو کر قبر پر بیٹھا ہوا ہے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اور شکل ہے۔ والد صاحب کی شکل نہیں مگر خوب گورا رنگ پتلا بدن فربہ چہرہ ہے میں نے سمجھا کہ اس قبر میں یہی تھا۔ اتنے میں اس نے آگے ہاتھ بڑھایا کہ مصافحہ کرے میں نے مصافحہ کیا اور نام پوچھا تو اس نے کہا نظام الدین پھر ہم وہاں سے چلے آئے۔ آتے ہوئے میں نے آکر پیغام دیا کہ پیغمبر خدا صلعم اور والد صاحب کو السلام علیکم کہہ چھوڑنا۔ راستہ میں ہم نے اس مخالف سے پوچھا کہ آج جو ہم نے عظیم الشان معجزہ دیکھا کیا اب بھی نہ مانوگے تو اس نے جواب دیا کہ اب تو حد ہوگئی اب بھی نہ مانوں تو کب مانوں۔ مردہ زندہ ہوگیا ہے اس کے بعد الہام ہوا سلیم حامد مستبشرا کچھ حصہ الہام کا یاد نہیں رہا +

والد کا زندہ ہونا یا کسی اور مردہ کا زندہ ہونا کسی مردہ امر کا زندہ ہونا ہے میں نے اس سے یہ بھی سمجھا کہ ہمارا کام والدین کے رفع درجات کا بھی موجب ہے +

حضرت امام الملۃ حجۃ اللہ کے مکتوبات

حضرت حکیم الامۃ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا

اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرار الہامیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا تھا کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو انکی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتلا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے یہ خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الہی سے گریز کی جگہ نہیں مگر بالطبع طبیعت کارہ ہے اور ہر چند اول اول یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ بہرحال عاجز نے یہ عہد کر لیا ہے کہ کیسا ہی موقعہ پیش آوے جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے صریح حکم سے اس کیلئے مجبور نہ کیا جاؤں تب تک کنارہ کش رہوں کیونکہ تعدد ازدواج کے بوجھ اور مکروہات از حد زیادہ ہیں اور اس میں خرابیاں بہت ہیں اور وہی لوگ ان خرابیوں سے بچے رہتے ہیں جنکو اللہ جلشانہ اپنے ارادہ خاص سے اور اپنی کسی خاص مصلحت سے اور اپنے خاص اعلام و الہام سے اس بار گران کے اوٹھانے کے لئے مامور کرتا ہے تب اس میں بجائے کروہات کے سراسر برکات ہوتے ہیں آپ کے نوکری چھوڑنے سے بلاشبہ ہر دل کو رنج ہے مگر آپ نے کوئی

مصلحت سوچ لی ہو گی والسلام باقی خیریت ہے
والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۳ جون ۱۸۸۶ء

نوٹ - جو لوگ حضرت حجۃ اللہ امام الملت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک ذات پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تیسرا نکاح جو عظیم پیشگوئی پر مبنی ہے۔ نفسانیت کی وجہ سے ہے وہ اس کرامت نامہ کو خوب غور سے پڑھیں - اور سوچیں کہ آپ امر الٰہی کی کسقدر تعظیم کرتے ہیں اور اپنے افعال کو کس حد تک اللہ تعالیٰ کے احکام والہام کے ماتحت رکھتے ہیں - (ایڈیٹر)

ایضاً

(اسی مضمون کے متعلق پہلا خط جسکا حوالہ دیا گیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اسوقت ایک نسخہ کتاب درباره ازالہ اوہام مخالفین آپکی خدمت میں مرسل ہے چونکہ آپ نسبتہً فاروقی کے مدعی ہیں اور یہ عاجز بھی نجابت درجہ آپ پر حسن ظن رکھتا ہے - اور اپنا مخلص اور دوست جانتا ہے اس لئے آپ کی طرف تعلق خاطر رہتا ہے جو عنایات خداوند کریم جلشانہٗ اس عاجز کے شامل حال ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے جو اپنے دوستوں سے کچھ اسمیں سے بیان کرتا رہوں اور بحکم واما بنعمت ربک فحدث تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں سو آج آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں - ایک پیشگوئی کا بیان کرتا ہوں شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تمکو عطا کیا جاویگا اس کا نام **بشیر ہوگا سو ابتک میرا قیاسی طور پر خیال تھا** کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا اب زیادہ تر الہام اسبات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑیگا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی - اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجکو دیئے گئے تین ان میں سے آم کے پھل تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ **الہامی بات** نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑتا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جبکہ ایک طرف پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی ہے اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے سو یہی سمجھا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب ان دنوں میں اتفاقاً تیسری شادی کے لئے دو کس نے تحریک کی تھی مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اسکی قسمت میں ذلت و محتاجگی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں - گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت و صاحب سیرت لڑکا جسکی بشارت دی گئی وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہو سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب - اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا - ان کے ابطال میں ایک دوست نے اشتہارات شائع کئے ہیں مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جائے کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازلی نے اسکا ظہور مقدر کر رکھا ہے الہامات اس بارہ میں ... کثرت سے ہو رہے ہیں اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے واللہ یفعل ما یشاء وھو علی کل شیء قدیر آپ خیروعافیت سے اطلاع بخشیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

از قادیان - ۸ جون ۱۸۸۶ء -

نوٹ - اس مکتوب کو پڑھتے وقت حضرت حجۃ اللہ کے قیاس اور کشفی امور میں باہم تفریق کا پورا لحاظ رکھا جاوے اور خوب سوچ لیا جاوے کہ فرزند موعود کے لئے آپ نے یہ ہرگز نہیں ٹھہرایا کہ وہ تیسرے ہی نکاح سے ہو گا - ہاں یہ امر دیگر ہے کہ تیسرے نکاح سے بھی وجیہہ اولاد پیدا ہو جو لوگ حضرت حجۃ اللہ کی تازہ تصانیف سے واقف ہیں انکو خوب معلوم ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے ہاں چار موعود بیٹے پیدا ہو چکے ہیں یعنی انمیں سے ہر ایک جدا پیشگوئی کے موافق پیدا ہوا ہے - اور پانچویں کی بھی بشارت ملی ہے - ایڈیٹر

ایضاً

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکا عنایت نامہ پہنچا یہ بات عین منشاء اس عاجز کے مطابق ہوئی کہ آپ کا استعفا منظور نہیں ہوا - انشاء اللہ کسی موقع پر ترقی بھی ہو جائیگی امید ہے کہ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۷ جولائی ۱۸۸۶ء

ایضاً

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اگرچہ آنمکرم کی طبیعت میں عجز و نیاز اور انکسار کامل طور پر ہے اور یہی ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیۂ کریمہ واما بنعمت ربک فحدث نعماء الٰہی کا اظہار بھی از بس ضروری ہے اللہ جلشانہ نے آپکو علم دین سمجھنے کا عقل سلیم عطا کی ہے اور محبت جو ایک خاص نعمت ہے عطا فرمایا ہے اپنی طرف توجہ دی ہے - یہ تمام نعمتیں شکر کے لائق ہیں - غایت آنچہ معلوم نہیں کہ کب تک آپ جموں میں تشریف لانے والے ہیں - اللہ جلشانہ آپ کو بخیر و عافیت اپنے سایۂ رحمت میں رکھے اور سفر و حضر میں اسکا فضل و احسان آپ کے شامل حال رہے انجگہ سب طرح سے خیریت ہے - والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۲۲ - جون ۱۸۸۶ء -

اطلاع

نسیم دعوت اور سناتن دھرم انگریزی کی ۲۶۰۰ نائٹ کاپیاں مفت تقسیم کرنے کے لئے طبع کرائی گئیں تھیں - باین خیال کہ اس کا بوجھ انجمن اشاعت اسلام پر نہ پڑے - مولوی عبدالکریم صاحب کی تحریک پر منیجنگ کمیٹی نے یہ تجویز کی کہ ہمارے دوست ۱۰۰ فی کاپی کے حساب سے خرید کر منیجر کو اطلاع دیں کہ وہ اس کو مفت تقسیم کر دیں - کل [illegible] روپیہ مذکورہ کتابوں کے طبع کرانے پر خرچ ہوا ہے جس میں سے فقط [illegible] روپیہ وصول ہوئے ہیں اس لئے باقی احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس ضروری امر کی طرف توجہ فرما کر باقی رقم کو پورا کر دیں

محمد علی منیجر ریویو آف ریلیجنز - قادیان ضلع گورداسپور

التماس ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام معہ پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو چھپے حال میں ہی ہر ایک خریدار کیلئے مطبوعہ چٹھیوں پر چھپوا دیا گیا ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہو گی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضائع ہو جاتا اسطرح سے کوئی مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بھی دیر واقع ہوتی ہے - امید کہ ہمارے معزز خریدار کارپرداز کی تکلیف پر نظر کرکے ہماری التماس کو نظر انداز نہ کرینگے - ایڈیٹر

نوٹ - فرقہ مارمن کے متعلق اپریل ۱۹۰۳ء کی آخری اشاعت میں ہم نے ایک نوٹ اس چٹھی سے بہت عرصہ پہلے اس مضمون پر شائع کیا تھا جو ہند ہی دنیا پر نکلنے کے عنوان کے نیچے درج ہے - اسے پڑھا جاوے - ایڈیٹر

ماسٹر نبی بخش جلدی مالک کا بخانہ کبر دن کیلے گوجرانوالہ پنجاب نسخہ جات گرون و جنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں +

دربار شام

۲۸ مئی ۱۹۰۳ء

مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ عیسائیوں کی طرف سے بھی ایک میگزین سہ ماہی رسالہ نکلنا شروع ہوا ہے جس میں پادری صاحب نے لکھا ہے کہ مسلمان عیسائیت اس لیے قبول نہیں کرتے کہ ان کے دل سخت اور گناہ آلودہ ہیں۔ فرمایا کہ جب انسان تعصب اور فاسقانہ زندگی کے اندھا ہو جاتا ہے تو اُسے حق اور باطل میں فرق نظر نہیں آتا ہر ایک حلال کو حرام اور ہر ایک حرام کو حلال سمجھتا ہے اور نیکی کے ترک کرنے میں ذرا دریغ نہیں کرتا شراب جو ام الخبائث ہے عیسائیوں میں حلال سمجھی جاتی ہے مگر ہماری شریعت میں اسکو قطعاً منع کیا گیا ہے اور اسکو رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ کہا گیا ہے کیا کوئی پادری ہے جو دکھاوے کہ انجیل میں حرمت شراب کی لکھی ہے بلکہ شراب ایسی متبرک خیال کی گئی ہے کہ پہلا معجزہ مسیح کا شراب کا ہی تھا تو پھر دلیری کیوں نہ ہو جو بڑا پرہیزگار ان میں ہوگا وہ کم از کم ایک بوتل برانڈی کی ضرور استعمال کرتا ہوگا چنانچہ کثرت شراب نے ولایت میں آئے دن نئے نئے جرائم کو ایجاد کر دیا ہے اور پادری کے اس قول پر کہ اہل اسلام گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں سخت تعجب آتا ہے کہ کس حوصلہ اور دلیری سے یہ بات کہدی۔ بھلا اگر زمانہ رسالت کی بات ہوتی تو ممکن تھا کہ ان کے ایسے بہتان سے عیسائیوں کی نیک چلنی کا نسبتاً گمان ہوتا مگر جب یہ دونوں تو ہمارے سامنے اپنے اعمال کے دفتر کھولے بیٹھی ہیں تو پھر کسی کی شیخی اور تعلّی سے کیا فائدہ روشن ضمیر پبلک خود روزِ روشن میں دیکھ سکتی ہے ولایت کے جیلخانوں میں ہندوستان کے جیلخانہ کی نسبت جرائم پیشہ لوگوں کی کس فیصدی سے زیادتی ہے جن اصولوں کو عیسائی قوم مانتی ہے وہ اصول خود جرائم مثل زنا قمار بازی کی محرک ہیں انکی اصطلاح سے تو اب گناہ گناہ نہ رہنے چاہییں گویا گناہ سے وہ ایسے ہی بے پروا ہو گئے جیسے شاکت مت والے۔ حضرت حکیم الامۃ نے ایک قصہ سنایا کہ جب انہوں نے ایک شاکت مت والے سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تم لوگ بیویوں سے ذرا بھی نہیں رُکتے تو اُس نے جواب دیا کہ بڑی

کیا ہے تمہارے قرآن میں یہ شکتی کہاں ہے کہ ماں اور بہن اور بیٹی وغیرہ صلبی رشتے حلال کرے ہمارے مذہب میں تو یہ سب باتیں ملی ہوئی ہیں حکیم صاحب اس پنڈت کے جاہلانہ جواب سے حیران رہ گئے۔ حضرت اقدس نے پھر اپنی تقریر کو شروع کیا اور فرمایا کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک شریف آدمی جب خلاف واقعہ بات سنتا ہے اور پھر اُس پر اصرار کرتا ہے تو دلیں سخت رنجیدہ ہوتا ہے ہمارا سوال تو یہ ہے کہ پادری صاحب سے پوچھا جاوے کہ گناہ سے تمہاری کیا مراد ہے آیا زنا چوری جھوٹ قتل قمار بازی۔ شراب نوشی تمہارے نزدیک گناہوں میں داخل ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کیا یورپ کی حالت اسلامی ممالک کی حالت سے بہتر ہے؟ باقی رہا ستاری صغائر کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مثلاً ایک شخص بدنظری میں مبتلا ہے ممکن ہے کہ اس عورت کو خبر ہی نہ ہو جس پر بدنظری کرتا ہے لیکن ایک شخص جو زنا کرتا شراب پیتا ہے اسکی خبر ایک دنیا کو ہوگی ان جرائم کا اسقدر زور ہے کہ چھپانے سے چھپ سکتا ہی نہیں قمار بازی میں اتلاف حقوق ہوتا ہے شراب نوشی کے ساتھ دوسرے گناہ مثل زنا قتل وغیرہ لازمی پڑے ہوئے ہیں جہانتک ہمیں مجرموں کے حالات سے شہادت ملتی ہے وہ یہ ہے کہ شراب کو زنا ترقی کرتا ہے چنانچہ شراب نوشی میں اسوقت یورپ اول درجہ پر ہے اور زنا میں بھی اول نمبر پر۔

اب دیکھو کہ پردہ کی رسم ہے ہمیں کچھ شک نہیں کہ جیسا کتاب اللہ نے بتایا ہے اور تجارب نے اس کی تصدیق کی ہے سچا تزکیہ نفس جو مجاہدات سے پیدا ہوتا ہے وہ پردہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ مومنوں کے تین طبقے ہیں ایک وہ جو ٹھوکر کھانے کے لائق ہوتے ہیں دوسرے وہ جو میانہ رو کسی ٹھوکر سے بچتے اور ڈرتے رہتے ہیں تیسرے وہ جو اگر ایک ٹھوکر سے ایسے بچکر نکلجاتے ہیں جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی دھر ایک خیر کے لیے دوڑتے اور ہر ایک شر سے بھاگتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے تزکیہ کا خیال نہیں کیا وہ بالضرور بے پردگی سے ٹھوکر کھاتے ہیں عورتوں کو اُن سے پردہ کرنا چاہیے مثل مشہور ہے کہ خربزہ بگرچہ دزد آشنا ست قسم اول ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ دوم مُّقْتَصِدٌ سوم سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ۔ ان مختلف مدارج و مراتب کے اشخاص کو یکساں سلوک کو لائق ہم کہاں عیسائی بتا سکتے ہیں کہ ان میں سب پاک ہیں شرابی نہیں زانی نہیں اگر پردہ ہوتا تو ان جرائم کی نوبت کیوں آتی ہزار ہا ولد الحرام کیوں پیدا

ہوتے تجربہ بتا رہا ہے اول قسم کے لوگ بکثرت ہیں اس لیے حتی الوسع پردہ کرنے کے کیونکہ شریعت نے تجویز کیا کہ پردہ کی رسم ہو شرابی آدمی کو طعن وتشنیع کا فکر ہے نہ ڈنڈے کا خوف اس لیے عیسائیوں کا اسلام پذیر ہونا محالات سے ہے۔

دربار شام

۲۹ مئی ۱۹۰۳ء

آج حضرت اقدس نے بہت سے احباب کی بیعت کے بعد تقریر فرمائی فرمایا کہ اب تم لوگ جو بیعت میں داخل ہوئے ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ تم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے سو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عہد تمہارا اللہ کے ساتھ ہے جہاں تک ممکن ہو اس عہد پر مضبوط رہنا چاہیے نماز روزہ حج و زکوٰۃ امور شرعی کا پابند رہنا چاہیے اور ہر ایک برائی اور شائبہ گناہ سے اجتناب کرنا چاہیے ہماری جماعت کو ایک پاک نمونہ بنکر دکھانا چاہیے زبانی لاف وگزاف سے کچھ نہیں بنتا جبتک انسان کچھ کرکے نہ دکھائے تم دیکھتے ہو کہ طاعون سے کسقدر لوگ ہلاک ہو رہے ہیں گھروں کے گھر برباد ہو رہے ہیں اور ابھی تک معلوم نہیں کہ یہ تباہی کب تک جاری رہے طاعون لوگوں کی بد اعمالی کے سبب غضب الٰہی کی صورت میں بھیجی جاتی ہے یہ بھی ایک طرح کی رسول ہے جو اس کام کو کر رہی ہے ہزاروں ہیں جو اپنے سامنے ہلاک شدہ لوگوں کے پشتے پر پشتے دیکھتے ہیں خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے ہزاروں لاکھوں بچے بے پدر لاکھوں خاندان بے ٹھکانہ ہو گئے جہاں یہ پڑی ہے نام ونشان گم کر دیا بعض گھروں میں کیا محلوں اور گاؤں میں کوئی آباد ہونے والا نہیں رہا انسانوں سے گذر کر حیوانوں کو تباہ کیا گویا یہ بات کہ انسان کے گناہ سے تمام زمین لعنتی ہو گئی اب گویا اہل زمین کیا چرند کیا پرند انسان کی بدکاری کے بدلے پکڑے جا رہے ہیں لوگوں میں باوجود اس کے کہ سخت سے سخت عذاب میں مبتلا ہیں مگر ویسے ہی بدمست دکبر سے مخمور پھرتے ہیں موت کا خوف دل سے اُٹھ گیا اللہ تعالیٰ کی عزت کا پاس دل میں نہیں رہا عوام تو عوام خواص کا یہ حال ہے کہ دنیا پرستی میں سخت جکڑے ہوئے ہیں

خدا کا نام فقط زبان پر ہی ہے اندر دل بالکل اللہ تعالیٰ کی محبت و خشیت سے خالی ہے۔

مسیح کی وفات کا کیا معاملہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسکو

فَكُلًّا تُوْفَيْتَنِيْ بخاری میں **مُتَوَفِّيْكَ** کے معنے صاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی **مُمِيْتُكَ** آیا۔ حدیث کے فرمودہ کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر مجدد آیا مگر انھوں نے قبول نہ کیا ہزاروں طرح کے حیلے دینا نے کے طرح طرح کی شرارتیں و منصوبے تجویز کیے مگر اللہ تعالےٰ کا جیسا کہ وعدہ تھا اپنے زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کرتا رہا۔

عیسائی لوگ نہر ناک کیڑے کیطرح اسلام کے درخت کی جڑ کو کاٹ رہے ہیں مگر علما کو ذرا بھی خیال نہیں بلکہ اپنے خیالات سے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے اور دوبارہ قیامت سے پہلے آئے گا مدد دے رہے ہیں انکی تگا تار کوشش یہی ہے کہ اسلام کا نام تک مٹ جائے۔ اور یہ اپنے فاسد عقائد سے ان کو مدد دے رہے ہیں۔

دیکھو کہ پادریوں نے شہر بشہر گاؤں بگاؤں مکر و تزویر کا جال پھیلا یا ہوا ہے عورتوں اور بچوں تک کمر بستہ ہیں کہ کسی طرح ایک عاجزہ کے بیٹے کو خدا بنا کر منوا دیں کئی کروڑ کتابیں رد اسلام میں بنا کر مفت تقسیم کر دیں پھر بھی مسلمانوں کو غیرت نہ آئی کیا وہ خدا جو کہتا ہے **اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ**۔ کیا وہ غلط کہتا ہے کیا اسلام کی وہ ابھی حالت نہیں ہوئی جو کسی مصلح و مجدد کی ضرورت پیدا کرے طرح طرح کے زمینی و آسمانی نشان پورے ہو چکے مگر وہ اب تک منکر ہیں۔ آج تک ۲۹ لاکھ مسلمان مرتد ہو گئے ہیں ایک وہ زمانہ تھا کہ اگر ایک شخص مرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی جس قدر مسلمان باقی ہیں وہ بھی عیسائیت کے قریب قریب ہی ہیں اگر سو سال تک ایسی ہی حالت رہتی تو اسلام کا نام و نشان زمین سے مٹ جاتا ...... لیکن خدا تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اُس نے عین ضرورۃ کیوقت مجھے مسیح موعود کرکے بھیجا۔ یہ بات کوئی بناوٹی نہیں صدہا نشان خرق عادت کے طور پر آسمان و زمین پر میری تصدیق کے لیے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں چنانچہ طاعون بھی ایک نشان ہے جسکی بابت کل انبیا خبر دیتے رہے چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے **اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا** کوئی بستی اور کوئی گاؤں ایسا نہ ہوگا کہ جس سے ہم قیامت سے پہلے خطرناک عذاب میں مبتلا نہ کرینگے یا ہلاک نہ کرینگے غرض کہ یہ منذر نشان ہے کسوف و خسوف کا نشان لوگوں نے ہنستے ہوئے دیکھا اور طاعون کا نشان روتے ہوئے۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے آدمی کیوں مرتے ہیں۔ ان نادانوں کو اتنا معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی جو لوگ عذاب کا معجزہ مانگتے تھے تو انکو تلوار کا معجزہ ملا اور یہ بھی ایک قسم کا عذاب تھا چنانچہ کئی صحابہ بھی تلوار سے شہید ہوئے مگر کیا ابوبکر و عمر جیسے بھی ہلاک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے جس جس انسان کے دماغ یا ہاتھ سے کوئی اپنا کام لینا ہے وہ تو بچ ہی رہے اور بالمقابل جتنے رئیس کفار تھے ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہوا اور ان کے صغیر و کبیر سب کے سب ہلاک ہو گئے اگر ایک شخص کا ایک پیسہ چوری ہو گیا ہے اور دوسرے کا تمام گھر بار لوٹا گیا ہے تو کیا وہ آدمی جس کا تمام گھر بار لوٹا گیا پیسہ والے کو کہہ سکتا ہے کہ تم اور میں برابر ہیں۔ بھلا اسد چند تو بھی اگر ۷۰ برس تک ہمارا کوئی آدمی ہلاک نہ ہو تو ایسا کوئی آدمی ہے جو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے سے رکتا ہو مگر اللہ تعالےٰ کو یہ امر منظور نہیں ہے اللہ نہ کبھی ایسا ہوا ایمان کی حالت ہی کا پوشیدہ ہونا ضروری ہے جبتک ہماری جماعت تقویٰ اختیار نہ کرے نجات نہیں پا سکتی خدا تعالےٰ اپنی حفاظت میں نہ لے گا یہی سبب ہے کہ بعض اُن صحابہ میں سے جن جن کو بڑے بڑے کام لینے تھے وہ سب سخت سے سخت خطروں میں بھی بچائے گئے دوسروں کو خدا نے جلد اٹھا کر بہشت میں داخل کیا۔

جاہل کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی جو بات نہ میں آئی کہہ دی ہر ایک نبی کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے جہاں کفار مرتے تھے وہاں صحابہ میں سے بھی کوئی نہ کوئی مرجاتا تھا اگر خدا تعالےٰ نے کھلا کھلا نشان مثلاً سور کا سانپ کردے تو نیک و بد میں فرق کیا رہے گا

تمام یورپ و امریکہ داخل اسلام ہو جاوینگے مگر خدا تعالےٰ نے ہمیشہ امتیاز رکھا ہے صحابہ کرام کو خدا تعالیٰ نے توحید پھیلانے کیلیے پیدا کیا اور انھوں نے توحید پھیلائی اب بھی خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے کہ توحید پھیلے جو آوے گا وہ خدا کی رحمت سے محروم نہ ہوگا مگر چاہیے کہ اپنے وجود کو وہ مفید بنا دے اللہ تعالےٰ خود اسکی حفاظت کریگا۔

زبان سے خدا خدا کہنا مگر عمل سے خدا سے بیگانگی ایک طرح کا دہریہ پن ہے

پھر وہ لوگ ذکر اللہ سے معمور مگر وہ صدقہ و خیرات دو کناہ ہو۔ بجز اللہ رحم کر کو جو لوگ بیعت کر کے چلے جاتے ہیں اور پھر شکل ہی نہیں دکھلاتے وہ کے لیے دعا کیا ہو جب بیرونی اور کمال ہی نہیں رہتا۔ بار بار ملو اور تعلق محبت

مختصر نوٹ اور نکات

چونکہ انسان کی فطرت آج بھی وہی ہے جو پہلے تھی اس لیے راستبازوں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں سے جس قسم کے معاملات پہلے پیش آئے ضرور ہے کہ آج بھی وہی ظہور میں آویں پس جب ہم اپنے صادق اور برگزیدہ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنے والوں کے حالات پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں آپ کی صداقت میں کوئی شک نہیں رہتا ہر ایک شخص جو اس سوال پر غور کرنا چاہے اُسکا فرض ہے کہ وہ پہلے راستبازوں اور انکے مخالفوں کے حالات پر نظر کرے۔

انجیل کی ساری تعلیم کی خوبیوں میں مسیح کا پہاڑی وعظ پیش کیا جاتا ہے۔ جنمیں لکھا ہے کہ مبارک وہ جو دل کے غریب ہیں یا حلیم ہیں وغیرہ وغیرہ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ محض یہ امور کہ جو ایک نااہل اور نجات کے سرچشمہ سے ناآشنا بلکہ بعض جانوروں کو بھی حاصل ہیں خدا پرستی کا ذریعہ یا خداشناسی اور معرفت تامہ الٰہیہ کا نشان کیسے سمجھے جا سکتے ہیں کیونکہ واقعات خارجیہ بتاتے ہیں کہ جانوروں اور دہریہ مزاج اور اوباش طبع لوگوں میں بھی انہیں سے اکثر یا بعض باتیں پائی جاتی ہیں + ہم نہیں چاہتے کہ انجیل کی اس تعلیم کو ملحوظ خاطر رکھکر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول مسیح ابن مریم (جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے) کی عدم معرفت و لعینیت پر استدلال کریں لیکن ہمیں کچھ شک نہیں کہ انجیل جس یسوع کا ذکر کرتی ہے اُسنے اگر یہ تعلیم دی ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ باوجود خدائی کا بیہودہ اور ناسزا دعویٰ کرنے کے انسان کی طبعی حالتوں اور اخلاقی تقاضوں میں کچھ بھی فرق نہیں کر سکتا۔

ہندوؤں اور عیسائیوں میں انسان یا جانور کو خدا بنانے کی ایک مماثلت پائی جاتی ہے لیکن ہندوؤں نے یہ کبھی تجویز نہیں کیا کہ نجات کے لیے ان کے خدا کو ملعون بننا پڑا۔ یہ ایجاد صرف حضرات عیسائیوں کی ہی ہے۔ علاوہ بریں ایک امر قابل تذکرہ ہے ہندو بیل گائے یا گائے کو مثلاً متبرک سمجھتے ہیں انکو وہ خدا نہیں مانتے

بڑا ذخیرہ بیان آتا ہے اُنکی تدریسی تکلیف سے رہا کیا جاتا ہے مگر جو لوگ دنیا کے معاملات میں مستغرق رہتے ہیں وہ ایسی ہی ہیں گویا انہوں نے

لیکن وہ باوجود اسکے اسقدر رکھتا کرتے ہیں کہ انکا مارنا اور انکا گوشت کھانا حرام سمجھتے ہیں اور بعض اوقات گاؤکشی پر کشت و خون ہو گئے ہیں لیکن ہمیں عیسائیوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کبوتر کو (کیونکہ روح القدس اسی شکل میں اترا) اپنے خدا کا تیسرا اقنوم تسلیم کرتے ہیں اسپر بھی کثرت کے ساتھ اسکا شکار کیا جاتا اور اسے کھایا جاتا ہے حالانکہ روح القدس (کبوتر) کے حق میں برا کہا ہوا بھی معاف نہیں ہوگا شاید جیسے مسیح کا گوشت اور خون کھانا (جیسا کہ عشاء ربانی میں ہوتا ہے) وسیلہ نجات سمجھا جاتا ہے اسی طرح صید کبوتر بھی ہوگا لیکن یہ نکتہ بہرحال عیسائی اخبارات کے بیان کرنے کا ہے۔

انسانی خطاکاریاں اگر توبہ کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا دیتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کرنے کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطاکاریوں کا باقی رکھا تا وہ گناہ کرکے اپنی کمزوری پر اطلاع پاویں اور پھر توبہ کرکے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور اسکو انسانی فطرت چاہتی ہے۔

حقیقی نجات وہ ہے جو اس دنیا میں اسکی حقیقی نجات یا بندہ کو محسوس ہو جاوے اور وہ اسطرح پر ہے کہ نجات یا بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق عطا ہو جاوے کہ وہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کردے اسطرح پر کہ اسکا مرنا اور جینا اور اس کے تمام اعمال خدا تعالیٰ کے لیے ہو جاویں اور اپنے نفس سے وہ بالکل کھویا جاوے اور اس کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی ہو جاوے اور پھر نہ صرف دل کے عزم تک یہ بات محدود رہے بلکہ اس کے تمام جوارح اور اسکے تمام قویٰ اور اسکی عقل اور اسکا فکر اور اسکی تمام طاقتیں اسی راہ میں لگ جائیں تب اسکو کہا جائے گا کہ وہ محسن ہے یعنی خدمتگاری کا اور فرمانبرداری کا حق بجا لایا جہانتک اسکی بشریت سے ہو سکتا تھا سو ایسا شخص نجات یاب ہے اسی کی طرف اشارہ ہے قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ یعنی کہدے میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میرا مرنا اللہ ہی کے واسطے جو رب العلمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اسی درجہ کے حاصل کرنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اول درجہ کا مسلمان ہوں۔

انسان کی بدعملی اور اعتقادی غلطیاں ہی دراصل عذاب کی جڑ ہیں اور وہی درحقیقت خدا تعالیٰ کے غضب سے آگ کی صورت پر متمثل ہو جاتی ہیں اور جسطرح پتھر پر سخت ضرب لگنے سے آگ نکلتی ہے اسی طرح غضب الٰہی کی ضرب انہیں بداعتقادیوں اور بدعملیوں سے آگ کے شعلے نکالے گی اور وہی ...... بداعتقادوں اور بدکاروں کو کھا جائے گا جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ بجلی کی آگ کے ساتھ خود انسان کی اندرونی آگ شامل ہو جاتی ہے تب وہ دونوں ملکر اسکو بھسم کر دیتی ہیں اسی طرح غضب الٰہی کی آگ بداعتقادی اور بدعملی کی آگ کے ساتھ ترکیب پاکر انسان کو جلا دے گی۔ پس نجات وہی پائے گا جو بداعتقادی اور بدعملی کی آگ سے دور رہے گا سو جو لوگ ایسے طور کی زندگی بسر کرتے ہیں کہ وہ سچی خداشناسی کی وجہ سے ان کے اعتقاد درست ہیں اور نہ وہ بداعمالیوں سے باز رہتے ہیں بلکہ ایک بیہودے کفارہ پر بھروسہ کرکے دلیری سے گناہ کرتے ہیں انکو علم ہی نہیں کہ دراصل ہر انسان ہی کے اندر دوزخ کا شعلہ اور اندر ہی نجات کا چشمہ ہے دوزخ کا چشمہ فرو ہونے سے خود نجات کا چشمہ جوش مارتا ہے لیکن یہ علوم حاصل نہیں ہو سکتے جبتک انسان حقیقی طور پر اسلام میں داخل نہ ہو اور نبی اسلام کی پاک صحبت سے فیض نہ اٹھائے جو کہ ان آسمانی علوم کو لیکر آیا ہے۔

اگر کفارہ کا مسئلہ سچ ہے اور یہی درست ہے کہ تمام دنیا کے گناہ غریب یسوع پر ڈال دیے گئے ہوں گے کی لعنت اور تاریکی گنہگاروں سے لی گئی اور یسوع کے دل پر رکھی گئی تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس کارروائی کے بعد یسوع کے سوا ہر ایک کو پاک زندگی اور خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہے مگر نعوذ باللہ یسوع ایک ایسی لعنت کے نیچے دبایا گیا جو کروڑہا لعنتوں کا مجموعہ تھی لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے گناہ اس کے ساتھ ہیں اور فطرت نے جسقدر کسیکو کسی جذبہ نفسانی یا افراط اور تفریط کا حصہ دیا ہے وہ اس کے وجود میں محسوس ہو رہا ہے گو وہ یسوع کو مانتا ہے یا نہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ لعنتی زندگی والوں کی لعنتی زندگی ان سے علیحدہ نہیں ہو سکتی ایسا ہی یسوع پر بھی نہیں پڑ سکی کیونکہ جب لعنت ہر محل پر خوب چسپاں ہے تو وہ یسوع کی طرف کیونکر منتقل ہو سکے گی اور یہ عجیب ظلم ہے کہ ہر ایک خبیث اور ملعون جو یسوع پر ایمان لاوے تو اسکی لعنت یسوع پر پڑے اور اس کو کنواری اور پاک اس سمجھا جاوے پس ایسا غیر منقطع سلسلہ لعنتوں کا جو قیامت تک جاری ہوگا اگر وہ ہمیشہ تازہ طور پر غریب یسوع پر ڈالا جاوے تو کس زمانہ میں اسکو لعنتوں سے سبکدوشی ہوگی کیونکہ جب وہ ایک گروہ کی لعنتوں سے ابھی سبکدوش نہیں کرے گا تو پھر نیا آنے والا گروہ جو نجبت وجود کے ساتھ نئی لعنتیں رکھتا ہے وہ اپنی تمام لعنتیں اسپر ڈالے گا علی ہذا القیاس اس کے بعد دوسرا گروہ دوسری لعنتوں کے ساتھ آئے گا تو پھر ان مسلسل لعنتوں سے فرصت کیونکر ہوگی؟ اس سے تو ماننا پڑتا ہے کہ یسوع کے لیے وہ دن پھر کبھی نہیں آئیں گے جو کہ خدا کی محبت اور معرفت کے نور کے سایہ میں بسر ہونے والے ہوں بلکہ ایسے عقیدہ سے اگر کچھ ثابت ہوا تو وہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کے ایک مقدس کو ایک غیر منقطع ناپاکی میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور بدقسمتی سے اس اصل بات کو چھوڑ دیا ہے جس سے گناہ دور ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ آنکھ پیدا کرنا جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور وہ یقین حاصل کرنا جو گناہ کی تاریکی سے چھڑا دے۔

انعامات الٰہیہ کی تکمیل ہمیشہ اسی طرح ہوا کرتی ہے کہ جناب کامیاب مظفر و منصور ہوں اور اعدا ناکام و نامراد رہیں۔

اطلاع

اس جون کے الحکم میں مضامین کی ترتیب میں کسی قدر بے ترتیبی واقع ہوئی ہے۔ کلمات طیبات کے تحت میں بصفحہ اول جو مضمون لکھا گیا ہے اسکا سلسلہ ۱۰ جون والے اخبار سے نہیں ملتا بلکہ یہ ایک الگ مضمون ہے۔ حفظ صحت اور اسلام نمبرہ کے ماتحت جو مضمون لکھا گیا ہے وہ دراصل مختصر نوٹ اور نکات کے عنوان کے نیچے ہے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن

میری غیر حاضری کی وجہ سے نمبر ۴ شائع نہیں ہوا پہلے نمبر ۳-۴ ایک جلد میں اور ۵-۶ ایک جلد میں شائع کرکے سلسلہ برابر کر دینے کی کوشش کر رہا ہوں انشاءاللہ بہت جلد انتظام ہو جائے گا۔ ایڈیٹر

موجودہ عیسائیت

عیسائیوں کا موجودہ دین و مذہب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اوس کا کوئی بھی ایسا پہلو نہیں ہے جو حق کے طالب کو اس سے کچھ تسلی مل سکے۔ اگر تعلیم کی طرف دیکھیں تو وہ ناقص ہے اور اگر اون نشانوں کو دیکھیں جو انجیل میں سچے مسیح کی علامت ٹھہرائے گئے ہیں تو کسی عیسائی میں ان کا پتہ نہیں ملتا۔ اور اگر مسیح کے کام دیکھیں تو بجز قصوں کہانیوں کے روئیت کے طور پر کسی کا ثبوت نہیں۔ اور اگر ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھیں جن کے رو سے مسیح کا خدا ہونا سمجھا جاتا ہے تو کوئی بھی ایسی پیشگوئی نہیں جس سے یہ مدعا ثابت ہو سکے۔ اور خود ظاہر ہے کہ اگر توریت اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں کسی خدا کے پیدا ہونیکا وعدہ دیا جاتا تو یہود اس وعدہ کے موافق ضرور یہ عقیدہ رکھتے کہ کسی وقت خدا اون کی مدد کرنیکے لئے مجسم ہو کر کسی عورت کے پیٹ میں سے پیدا ہوگا۔ اور ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ یہود توریت اور دوسرے عہد عتیق کے صحیفوں سے برگشتہ نہ تھے تا ایسے خدا سے منکر رہتے۔ اور اگر حضرت مسیح کی خدائی کو قبول نہیں کیا تھا تو کیا وجہ تھی کہ اس پیشگوئی سے منکر ہو جاتے۔ ان کو بہر حال یہہ کہنا چاہیے تھا کہ ایسا جسمانی خدا اگرچہ ابتک نہیں آیا مگر ضرور آئے گا۔ لیکن تم یہود کو پوچھ کر دیکھو تو کہ وہ ایسے اعتقاد سے سخت بیزار اور اوس کو کفر اور شرک قرار دیتے ہیں اور اس بات کے ہرگز منتظر نہیں ہیں کہ کسی وقت خدا انسانی جسم میں جنم لے گا یا یہہ کہ عقیدہ تثلیث حق ہے بلکہ وہ صاف کہتے ہیں کہ ایسے عقاید رکھنے والا کافر ہے اور ہرگز نجات نہیں پائیگا۔ حالانکہ یہود وہ لوگ ہیں جن کے درمیان برابر نبی آتے رہے ہیں یہ بالکل قرین قیاس نہیں کہ یہود باوجود مسلسل تعلیم انبیاء کے سرے سے ایسے خدا کے منکر ہو جاتے جس کے پیدا ہونے کی کسی پیشگوئی میں اون کو امید دی جاتی۔ ہاں ممکن تھا کہ اس جسمانی خدا کا مصداق حضرت مسیح کو نہ ٹھہراتے مگر یہہ تو کہتے کہ وہ جسمانی خدا کوئی اور ہے جو بعد میں آئیگا۔ ہم نے اس زمانہ کے بہت سے فاضل یہودیوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے یہہ جواب لکھا ہے کہ کبھی کسی نبی نے یہودیوں کو ایسے جسمانی خدا کے ظاہر ہونے کی امید نہیں دلائی۔ اور ایسا اعتقاد صریح شرک اور کفر اور توریت کی تعلیم کے مخالف ہے

الہام الٰہی و الہام شیطانی میں تمیز

اکثر جاہلوں کو یہہ معلوم نہیں ہے کہ الہام شیطانی بھی ہوا کرتے ہیں۔ وست کے تمام انبیاء اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ پس ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر اُن میں نہ ہو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی الہام ہرگز قابل پذیرائی نہیں جبتک کہ ان میں الٰہی شوکت نہ ہو اور الٰہی شوکت یہہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں اُس الہام میں پائی جائیں یا دوسرے الہاموں میں جو اوسی شخص کے منہ سے نکلے ہوں ہستی باری تعالیٰ پر محکم دلیل۔ قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کا علت العلل ہونا قرار دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وان الی ربک المنتھٰی۔ یعنی تمام سلسلہ علل و معلولات تیرے رب پر ختم ہو جاتا ہے۔ تفصیل اس دلیل کی یہہ ہے کہ نظر تعمق سے معلوم ہوگا کہ یہہ تمام موجودات علل و معلول کے سلسلہ میں مربوط ہے اور اسی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کے علوم پیدا ہو گئے ہیں۔ کیونکہ کوئی حصہ مخلوقات کا نظام سے باہر نہیں۔ بعض بعض کے لئے بطور اصول اور بعض بطور فروع کے ہیں اور یہہ تو ظاہر ہے کہ علت یا تو خود اپنی ذات سے قائم ہوگی اور یا اوسکا وجود کسی دوسرے علت کے وجود پر منحصر ہوگا اور پھر یہہ دوسری علت کسی اور علت پر و علیٰ ہذا القیاس اور یہہ تو جائز نہیں کہ اس محدود دنیا میں علل و معلول کا سلسلہ کہیں جاکر ختم نہ ہو اور غیر متناہی ہو تو بالضرورت ماننا پڑا کہ یہہ سلسلہ ضرور کسی اخیر علت پر جاکر ختم ہو جاتا ہے پس جس پر اس تمام سلسلہ کا انتہا ہے وہی خدا ہے آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ آیت وان
الی ربک المنتھٰی اپنے مختصر
لفظوں میں اسی دلیل مذکورہ بالا کو
بیان فرما رہی ہے جس کے یہ
معنی ہیں کہ انتہا تمام
سلسلہ کا تیرا رب ہے

۳

ولایت کیلئے خاندان کی ضرورت

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنے نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور اون میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلےٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں کیونکہ اون کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے بعد خدا کے ان نائبوں کی اطاعت کریں اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ اون کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے تا اون کے قبول کرنے اور ان کی اطاعت کا جوا اوٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں اور اون کو ایسا ابتلا پیش آوے جو اون کو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ نیکے مامور کے قبول کرنے سے اس طرح پر رک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار ان پر غالب ہو اور وہ دلی نفرت کے ساتھ اس بات سے کراہت کریں کہ اوس کے تابعدار بنیں اور اوسکو اپنا بزرگ قرار دیں اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنے بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور اون کے پاخانوں کی نجاست اوٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیلخانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اسکو جوتے بھی مارے ہیں اور اوس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اوٹھاتے ہیں اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اوس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اُنہی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اوسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اس امکان کے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنا اوس کی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے۔

التماس

ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو بصورت حال میں ہی ہر ایک خریدار کیلئے مطبوعہ چٹھیوں پر چھپوا دیا ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی۔ دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضایع ہو جاتا ہے۔ اسطرح سے کوئی مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے امید کہ ہمارے سر مہربان کارخانہ کی تکلیف پر نظر کر کے

حضرۃ حکیم الامت کے ارشادات

ایمان کے سوا نجات نہیں اور حب الٰہی کے سوا اسکی ترقی نہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قوتوں کے بڑھانے کے واسطے اسباب بنائے ہیں جنمیں سے اول یہ ہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت عظمت اور جبروت کا اظہار کیا ہے تاکہ اس سے ایمان بڑھے اور پھر انعامات جتاتا ہے تاکہ ان کے مطالعہ سے محبت ترقی کرے خلاصہ یہ ہے کہ علم کامل اور قدرت کاملہ کے مطالعہ سے ایمان اور انعامات و احسانات کے مطالعہ سے الٰہی محبت ترقی کرتی ہے۔

پرانی باتوں پر سوائے کافی ثبوت کے اپنی رائے زنی نہ کرو۔ کیونکہ اس کے متعلق سوال ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے کوئی بات قاطع دلائل کے ساتھ ثابت ہو جاوے تو اس کے سامنے سر جھکا دینا چاہیے۔

رخصت رخصت قانون قدرۃ میں لازمی ہے مثلاً دن کے بعد رات ہی آجاتی ہے جو آرام کرنے کا وقت ہے رخصت میں اُستاد لڑکوں کو کام دیکر تمیز کر لیتا ہے کہ کون بڑا عقلمند اور شوقین ہے اور کون بے شوق

رخصت میں طالب علم کو خود اپنے آپ کے امتحان کا موقع ملتا ہے کہ جب اسپر کوئی نگران نہیں اس وقت وہ اپنے نفس پر حکومت کر سکتا ہے یا نہیں۔

یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جس چیز سے تعلق رہے اس سے پیار اور جس سے بے تعلقی ہو اُس سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ اسیطرح جب طالب علم والدین سے مدت تک الگ رہتا ہے تو ان کے تعلق میں فتور آنے لگتا ہے رخصتوں میں ان تعلقات کی زیادہ تازہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور پھر ایک نیا تعلق شروع ہوتا ہے اور والدین کو معلوم ہو جاتا ہے کہ سکول کا اثر ان کے بچوں پر کیا ہوا۔؟

مدرسہ کی پابندی کی وجہ سے تم انسانوں کی نماز پڑھتے ہو یا محض خدا کی یہ پتہ بھی ان رخصتوں میں ملتا ہی والدین اگر بے نماز ہوں یا سُست ہوں تو انکو اپنی نماز کی پابندی کا نمونہ دکھا کر ہوشیار کرنے کا موقع ملتا ہے اور اگر ہوشیار ہیں تو انکو خوش کرنے کا اور ان سے بڑھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

نوٹ یہ مختصر نوٹ حضرت حکیم الامت نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلبہ کو سالانہ موسمی تعطیلات کی تقریب پر کہے تھیں ہم نے اس مضمون کے [illegible] لکھے ہوئے ہیں

انشاء اللہ تعالیٰ اگر خدا نے توفیق دی تو رخصت پر ایک مضمون لکھنے کا ارادہ ہے۔ ایڈیٹر

اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ یعنی متقی کے ہر حال اور ہر وقت میں جنت قریب ہوتی ہے اس کے واسطے دنیا میں جنت ہوتا ہے قبر میں حشر میں نشر میں صراط میں ہر جگہ جنت ہوتی ہے یہانتک کہ اس کے واسطے جہنم بھی جنت ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک داروغہ جیل جیل میں جا کر چوروں کو نکالتا ہے وہ خود زندانی نہیں ہوتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوزخ میں سے بعض کو نکالیں گے تو آپ کے واسطے وہ بھی جنت ہی ہوگا۔ جنت کے مستحق اوّاب اور حفیظ ہوتے ہیں اوّاب وہ ہوتے ہیں جو رجوع الی اللہ کرنے والے ہوتے ہیں اور حفیظ وہ ہوتے ہیں جو اس رجوع پر مستقل مزاج ہوتے ہیں۔

سنۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ انبیا علیہم السلام اور مامورانِ الٰہی کے ساتھ شروع میں بڑے لوگ شامل نہیں ہوتے بلکہ انکی طرف غریب اور کمزور لوگوں کا رجوع ہوتا ہے۔ اس میں ایک عظیم الشان سر ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے مامور کامیاب اور بامراد ہونیوالے ہوتے ہیں اس لیے اگر ان کے ساتھ بڑے آدمی اول اول شریک ہو جائیں تو ان کے ایمان کمزور رہیں اور انکا تکبر بڑھ جاوے وہ یہ کہیں کہ اسکی کامیابیاں ہمارے ہی سبب اور ہمارے ہی رسوخ سے ہوئی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ انکو اولاً شریک نہیں کرتا تا وہ اُس کے مامور پر اپنا احسان نہ جتانا شروع کر دیں پس چھوٹے درجہ کے لوگ اول اول توجہ کرتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ انکو کامیاب اور بامراد کرتا ہے جس سے انکا ایمان بڑھتا ہے اور وہ احسانات الٰہی کا اقرار کرتے ہیں اور یہ کامیابیاں دنیا کے واسطے عظیم الشان معجزہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ لوگ جو کمزور اور زبردست نظر آتے تھے وہ طاقتور اور بڑے آدمی بنجاتے ہیں اور متکبر کا فر تباہ ہو جاتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرۃ کا ہاتھ نظر آتا ہے۔

پیری اور مریدی کے تعلق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شنیدہ بدیدہ مبدل گردد و سمعی کشفی گردد۔ کشفی امور اور شنیدہ باتیں دید میں آجاتی ہیں (یہ ایک لطیف نکتہ ہے ناظرین اسپر غور کریں۔ ایڈیٹر

شفاعت کا مدار ایمان پر ہے اسی وقت سے آنکی واسطے شفاعت شروع ہو جاتی ہے اور رسول تو جب سے رسالت لیکر آتا ہے اُسوقت سے ہی شفاعت کی اجازت ہو جاتی ہے جو انکی دعاؤں کا رنگ اختیار کرتی ہے یہ سچ ہے کہ وہ شفاعت اُسی وقت کرتے ہیں جب انکو اذن ہوتا ہے۔ اذن کے بغیر انکی روح میں شفاعت کا جوش ہی نہیں پیدا ہوتا۔

نیکی کر دریا میں ڈال۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نیکی کسی حال میں ضائع نہیں ہوتی۔ پس مت خیال کرو کہ فلاں نیک کام اگر ہم کریں گے تو وہ اکارت جائیگا یا اسکا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوگا۔

میں اُن لوگوں کو جو میرے درس قرآن میں آتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسائل سیکھنے چاہییں جن سے دینی یا کم از کم دنیوی فائدہ ہی متصور ہو۔ بیجا بحثوں سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ اخلاقی طاقتیں اور روحانی قوتیں جو حقائق اور معارف کے لینے والی خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں وہ کمزور ہو جاتی ہیں۔

ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں کی کیسی بدقسمتی ہے کہ اپنی قوم کو یہودیوں کا وارث تو مان لیتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ مسیح صدیق شہدا صلحا میں سے نہیں ہو سکتے وہ مانتے ہیں کہ آنحضرت م کی حدیث کے موافق ہماری قوم یہود تو ہو گئی مگر ان کی اصلاح کے لیے جو مسیح آئے گا وہ اس امت میں سے نہ ہوگا۔ وہ دوسری قوم یہود سے ہوگا۔؟ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا

مخلوق دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو دوسروں پر طعن اور اعتراض کرتی ہے مگر اپنے منصب قوم اور ذات کے فضائل کچھ بھی بیان نہیں کر سکتے + اس قسم کی مخلوق کے ماتحت وہ مذہب ہیں جو اسلام کی مخالفت کرتے ہیں مثلاً کُل عیسائی کل انبیاء علیہم السلام اور کُل راستبازوں اور صدیقوں کے متعلق اعتراض کرتے ہیں لیکن اپنی کوئی خوبی اور فضیلت بیان نہیں کر سکتے۔ ایسا ہی آریہ سماج والے بھی کرتے ہیں۔ یہ لوگ چھینتے ہیں مگر دیتے کچھ بھی نہیں۔ اسلیے انکا علاج ہے استغفار کرنا۔ دعا کرنا۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل مانگنا۔ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ایسے ہی لوگوں کے واسطے ہے۔

دوسری وہ مخلوق ہے جو اپنے فضائل کو پیش کرتی ہے اور دوسروں کے رذائل کو دور کر کے انکو ان کا وارث بناتی ہے یہ اسلام کا خاصہ ہے کہ اول تعلیم البدل۔ خوبی اور عمدگی پیش کرتا ہے اور پھر اپنے

[illegible] مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں بہ اہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

مذہبی انقلاب

ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہانی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابل شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ ان ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سید و مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں تازہ بتازہ صد ہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہم نہایت نرمی اور انکسار سے ہر ایک عیسائی صاحب اور دوسرے مخالفوں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قایم ہوتا ہے۔ اسکے لئے ضرور ہے کہ ہمیشہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نایب ہو کر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہوا کیونکہ ضرور ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جاوے جس کو شفیع اور منجی سمجھا جائے وہ اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ایسا بدیہی طور پر مقیم ہو اور خدائے ازلی ابدی حی قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھا اوس کا ایسے بدیہہ طور پر الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اس سے کامل محبت رکھنا اور اسکی پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا روح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پاوے اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دور کرے اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تابان یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہشیں اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں۔ یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچی تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے اللّٰھم صل علیہ وبارک وسلم۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے زمین پر یہ زندگی کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰ کیلئے! ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رامچندر یا راجہ کرشن کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وید کے ان رشیوں کے لئے جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے اور حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کرلیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پرانی عمارتیں ہزارہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات ابتک موجود ہیں جن میں الو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پرانے زمانہ کے آباد ہیں۔ اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں۔ تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اوس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو روحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے ✦

دقیقہ معرفت

نمبر - ۱

عالم معاد میں ترقیات غیر متناہی ہونگی جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین آمنوا معہ نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علیٰ کل شیء قدیر یعنے جو لوگ دنیا میں ایمان کا نور رکھتے ہیں ان کا نور قیامت کو ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ اے خدا ہمارے نور کو کمال تک پہنچا اور اپنی مغفرت کے اندر ہمیں لے لے تو ہر چیز پر قادر ہے اس آیت میں یہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ ہمارے نور کو کمال تک پہنچا یہ ترقیات غیر متناہیہ کی طرف اشارہ ہے یعنے ایک کمال نورانیت کا انہیں حاصل ہوگا پھر دوسرا کمال نظر آئے گا اس کو دیکھ کر پہلے کمال کو ناقص پائیں گے پس کمال ثانی کے حصول کیلئے التجا کریں گے اور جب وہ حاصل ہوگا تو ایک تیسرا مرتبہ کمال کا ان پر ظاہر ہوگا۔ پھر اس کو دیکھ کر پہلے کمالات کو ہیچ سمجھیں گے اور اوس کی خواہش کریں گے یہی ترقیات کی خواہش ہے۔ جو اتمم کے لفظ سے سمجھی جاتی ہے۔

غرض اسی طرح غیر متناہی سلسلہ ترقیات کا چلا جائیگا تنزل کبھی نہیں ہوگا۔ اور نہ کبھی بہشت سے نکالے جائیں گے۔ بلکہ ہر روز آگے بڑھیں گے نہ پیچھے کو۔ اور یہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ اپنی مغفرت چاہیں گے اس جگہ سوال یہ ہے کہ جب بہشت میں داخل ہوگئے تو پھر مغفرت میں کیا کسر رہ گئی۔ اور جب گناہ بخشے گئے تو پھر استغفار کی طرف کونسی حاجت رہی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرت کے اصل معنے یہ ہیں نالائق اور ناقص حالت کو نیچے دبانا اور ڈھانکنا سو بہشتی اس بات کی خواہش کرینگے کہ کمال تام حاصل کریں اور سراسر نور میں غرق ہو جائیں۔ وہ دوسری حالت کو دیکھ کر پہلی حالت کو ناقص پائیں گے۔ پس چاہینگے کہ پہلی حالت نیچے دبائی جائے۔ پھر تیسرے کمال کو دیکھ کر یہ آرزو کرینگے کہ دوسرے کمال کی نسبت مغفرت ہو یعنی وہ حالت ناقصہ نیچے دبائی جائے اور مخفی کیجائے اسی طرح غیر متناہی مغفرت کے خواہشمند رہیں گے۔ یہ وہی لفظ مغفرت اور استغفار کا ہے جو بعض نادان بطور اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیش کیا کرتے ہیں۔ سو ناظرین نے اس جگہ سے سمجھ لیا ہوگا کہ یہی خواہش استغفار فخر انسان ہے۔ جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور اندھا ہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے اور نہ طیب اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کے رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال و آثار ہیں کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہونگے مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہونگے ہم لوگ ایسی بہشت کے قائل نہیں ہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین میں درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں بلکہ

اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہیں اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے ✦

الوہیت یسوع کے بطلان کی دلیل

تعجب کی بات ہے ایک شخص انسانی جامہ میں ہو اور انسانی لوازم اور عوارض کے ماتحت ہو کس دلیل سے فوق العادۃ انسان اس کو مانا جاسکتا ہے ہاں صورت شکل سے یہہ پہچاننا کہ وہ خدا ہے یہہ تو سراسر خیال باطل اور محال ہے اور نصاریٰ بھی اس کے قایل نہیں ہونگے تو اب بجز اس کے کہ یہہ دکھایا جائے کہ اس کے یہہ افعال اور اعمال تھے جو انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہیں اور وہ اسے خدائی کا منصب دلاتے ہیں اور کوئی مضبوط دلیل اس کی الوہیت کی ہو نہیں سکتی - اور یہہ ستون خام ہے - اسلام آجتک ڈنکے کی چوٹ سے پکار رہا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم یعنی اللہ کے نزدیک جو حقیقی الوہیت کا حقدار ہے اس سے کہ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر قسم کے بشری ضعفوں اور مخلوقی عوارض و لوازم سے منزہ ہے - ہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ آدمی سے کچھ بھی زیادہ نہیں پہلے اس میں سارے وہ لوازم اور عوارض موجود ہیں جو آدم میں پائے جاتے ہیں جو شخص اسکی الوہیت کا مدعی ہے وہ معمولی آدمی سے بڑھ کر خواص نہیں دکھا سکا - یہہ بڑا بھاری ترفہ الضانے کی گردن پر ہے اور تیرہ سو برس سے برابر چلا آتا ہے - ان کی غیرت کا تقاضا اگر ان میں ہوتی یہ تقاضا ہونا چاہئے تھا کہ اس خطرناک الزام سے بری ہوتے کہاں یہہ کہ وہ ایک شخص کو خدا اور الہ مانیگا کہیں اور کہاں یہ کہ اسلام مٹی سے بنے ہوئے آدمی سے کسی طرح بھی بڑھ کر اسے نہ مانے اور نہ ماننے دے -

محبت کاملہ

انتہائی محبت کا درجہ وہ ہے جسمیں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اسکو بنا دیتا ہے - اور اس حالت میں آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے - بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے اور اسکی لوئیں اور شعلے اردگرد کے روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے - اور یہہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑنے سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اوس کا نام شدید القویٰ بھی ہے - کیونکہ یہہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذو الافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اسکو رأی ما رأی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے - کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے - اور دایرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے - حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کرکے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا - ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ وارفع مقام محبت کا ملا -

ملائکہ

اب پھر میں ملائک کے ذکر کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جس طرز سے ملائک کا حال بیان کیا ہے وہ نہایت سیدھی اور قریب قیاس راہ ہے اور بجز اوس کے ماننے کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا ہے - قرآن شریف پر بدیدۂ تعمق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسائط کا ہونا ضروری ہے اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائک سے موسوم ہیں اُن کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ ہیں - بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانے والے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اتارنے والے ہیں - پس اسمیں کچھ شک نہیں کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ اُن روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہونگے کہ جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں مگر اس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہئے کہ جیسے زمین کا ہر یک جاندار اپنے اندر جان رکھتا ہے - بلکہ ان نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور پر اونہیں حاصل ہے روشن ستاروں کے ساتھہ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق ہے کہ اگر ان نفوس طیبہ کا اُن ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر اون کے تمام قویٰ میں فرق پڑ جائیگا - انہیں نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور جیسے خدا تعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا ہی مگر اس جگہ تشبیہ کامل مراد نہیں وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور اون کے جدا ہو جانے سے اون کی حالت وجود میں بکلی فساد راہ پا جانا لازمی و ضروری امر ہے اور آجتک کسی نے اس امر سے انکار نہیں کیا کہ جسقدر آسمانوں میں سیارات اور کواکب پائے جاتے ہیں وہ کائنات الارض کی تکمیل و تربیت کے لئے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں غرض یہہ نہایت بدیہی ہوائی اور ثبوت کے چرخ پر چڑھی ہوئی صداقت ہے کہ تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے اور جاہل سے جاہل ایک دہقان بھی اسقدر تو ضرور یقین رکھتا ہوگا کہ چاندنی روشنی پھلوں کے موٹا کرنے کے لئے اور سورج کی دھوپ اون کو پکانے اور شیریں کرنے کیلئے اور بعض ہوائیں کثرت پھل آنے کے لئے بلاشبہ موثر ہیں - اب جبکہ ظاہری سلسلہ کائنات کا ان چیزوں کی تاثیرات مختلفہ سے تربیت پا رہا ہے - تو اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ باطنی سلسلہ پر بھی باذنہ تعالیٰ وہ نفوس نورانیہ اثر کر رہی ہیں جنکا اجرام نورانیہ سے ایسا شدید تعلق ہے کہ جیسے جان کو جسم سے ہوتا ہے -

---

طالب حق کے لئے ضرور ہے کہ پہلے ہی سے اپنے روحانی طبیب کے ساتھ ظاہری علائق و وسائط کی جانب و صورت عدم یا وجود قطع نظر کرے - اور اُس کے توسط سے دنیاوی مدارج اور ظاہری برکات کے استحصال کا خیال بند رکھے تا وہ اس کی روحانی ترقی کے لئے مانع اور حاجب نہ ہو - بالکل باطنی فیضان اور روحانی لمعان کے اکتساب کے لئے اپنا ارادتمند دل کو وقف سمجھے - محض دینی خدمات میں بہم پہنچانے والے اسباب کے حصول کی غرض سے اپنی مستعار حیات کے حاصل جسم کو اس ہادی کے سپرد کر دیوے جیسے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے مالی جانی مکانی ہر قسم کے سرمایہ کو رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا قربان کر کے سچے مولا کے قرب و عزت کے عالیہ مراتب کا نور حاصل کیا پھر اسی برکت سے اُنہیں ظاہری کمالات اور دنیوی مدارج بھی حاصل ہوئے -

حفظِ صحت اور مسلمان

نمبر ۷

۱۔ جو شخص تذکرہ قرآنی اور آیات الٰہی سے منہ پھیرتا ہے۔ وہ بڑا ظالم اور خدا کا مجرم ہے اللہ تعالیٰ اوس کو دُنیا میں ذلیل وخوار کرتا ہے۔ اور آخرت میں بھی کریگا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ فاعرض عنہا انا من المجرمین منتقمون اوس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس کو اوس کے رب کی آیتوں سے یاددہانی کرائی گئی پھر اوس نے منہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں ومن یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا۔ اور جو شخص اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرے اللہ اوسکو سخت عذاب میں ڈالے گا ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا بے شک تحقیق اس کے واسطے گذران تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اوسکو اندھا اوٹھا دیں گے۔ چنانچہ تاریخ بتلاتی اور زمانہ حال گواہی دیتا ہے کہ قرآن مجید سے غافل رہنے کا دنیا میں تو یہ نتیجہ ہے کہ روز بروز ذلت وخواری بڑھتی جارہی ہے کسب علوم وفنون اور تجارت میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں محنت کی عادت نہیں رہی جو تمام کامیابیوں کی بنیاد ہے آرام طلبی۔ آوارہ گردی۔ تماش بینی اور لغو کھیل دلوں میں ایسے بیٹھے ہیں کہ اون کا اخراج محال ہوگیا ہے۔ کتب اخلاقی و اسرار کلام الٰہی اور تذکرہ قرآنی کا کوئی ذوق وشوق نہیں۔ مگر واہیات قصوں اور عشقیہ مضامین کا ہے۔ دین کا یہ حال ہوگیا ہے کہ اوّل تو نمازوں سے متنفر اور تمام احکام الٰہی کے خلاف ساعی ہیں جو برائے نام نمازی ہیں وہ رسمی طور سے ادا کر جاتے ہیں۔ تسبیح وتحمید اور تکبیر کے عمدہ نتائج مترتب نہیں ہوتے دعاؤں اور عجز ونیاز کے ثمرات حاصل نہیں ہوتے یہ تمام نتیجہ رسمی طور پر ادا کرنے کا ہے وعظ ونصیحت سے کوئی دلچسپی نہیں الغرض یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا پس اللہ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا اب اُنکی دُنیا بھی خراب ہے اور دین بھی۔

۲۔ غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کرسکتا بلکہ بے خبر مست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقترب للناس حسابہم وہم فی غفلۃ معرضون۔ لوگوں کے واسطے اون کا حساب قریب ہوگیا پھر وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں یاویلنا قد کنا فی غفلۃ من ہٰذا بل کنا ظالمین۔ ہائے ہماری کمبختی کہ ہم تو حقیقتاً اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شامت اعمال سے ہم تباہ ہوتے جاتے ہیں پر کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ روز بروز واہیات عادات اور واہیات شغلوں کی ترقی ہے۔

۳۔ غفلت سے انسان حیوان لایعقل بنجاتا اور ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اوس کی اصلاح غیر ممکن ہوجاتی اور سمجھ وصلاحیت کے قویٰ مارے جاتے ہیں بلکہ نصیحت کی بات اور ذکر الٰہی سے بدکتا اور متنفر رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرہم یسمعون او یعقلون ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا کیا تو اوس کی وکالت کرسکتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر اون میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں نہیں نہیں وہ تو چوپایوں کے مشابہ ہیں۔ بلکہ اون سے بھی زیادہ بیراہ فما لہم عن التذکرۃ معرضین کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ پس اون کو کیا ہوا کہ تذکرہ قرآنی سے منہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ احکام الٰہی کے مخالف اور نفسانی اغراض کی متابعت سے عموماً مسلمانوں کا یہ حال ہوگیا ہے کہ قرآنی احکام کو سن نہیں سکتے اور نہ اوس پر عمل کرسکتے ہیں بلکہ ایسے شخص کے پاس جو قرآنی ارکان سکتا ہو بیٹھ بھی نہیں سکتے اور فوراً بھاگ جاتے ہیں۔ ایک پیرزادہ صاحب سے میں نے کہا کہ آپ عرس کو موقعہ پر جو مسجد میں قوالی اور ناچ کرواتے ہیں یہ نہایت ہی درجہ کا گناہ ہے۔ مساجد جو عبادت الٰہی کے واسطے مخصوص کی گئی ہیں اوس میں بیٹھکر ناچ دیکھنا اور قوالی سُننا بڑا ہی سخت گناہ ہے اور میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ دین سے بالکل بیخبر یا قرآن کے مخالف ہیں۔ غفلت نے آپکو بے خبر بنا رکھا اور آپکی دینی سمجھ اور غیرت کو مار دیا ہے آپ بزرگوں کی اولاد کہلاتے ہیں۔ آپ کو ایسا واہیات نمونہ پیش کرنا ہرگز مناسب نہیں اُس نے اس تمام تقریر کا یہ جواب دیا کہ بزرگوں سے یہی رسم چلی آتی ہے۔ پھر میں نے کہا جن لوگوں نے یہ رسم چلائی یا اوس رسم میں شریک ہوئے اور کبھی بُرا جانا اُس کے خلاف نہ کیا۔ آپ اُنکو بزرگ کہتے ہیں مگر اس سمجھ پر افسوس کرتا ہوں کہ جو خلاف شرع رسوم کے بانی ہوئے یا اون میں شریک ہوئے تو آپ اون کو بزرگ کے نام سے یاد کریں ایسا کہنے میں خدا اور رسول کی توہین ہوتی ہے پھر اوس نے جواب دیا کہ اس موقعہ پر بہت سے بھوکوں کو کھلایا جاتا ہے اور حمدیہ اور نعتیہ شعر بھی پڑھے جاتے ہیں میں نے کہا کہ پانی جو پاک کرنے والی چیز ہے اگر اوس میں گند ملا یا جاوے یا ایک کوئیں میں مردار کتا پڑجاوے تو وہ تمام پلید ہو جاتا ہے اور جسقدر لوگ اوس پانی سے وضو کریں یا نہاویں تمام ناپاک رہتے ہیں۔ پھر کیا سبب آپ ان ظاہری باتوں کو مانتے ہیں پر باطنی طہارت کی طرف کچھ خیال نہیں بندۂ خدا رنڈیوں کے ناچ کیطرف دیکھنا اور اون سے حمدیہ نعتیہ اشعار سُننا کیسی جرأت اور شوخی ہے خدا کے کلام کی ایسی بے ادبی اگر قرآن مجید کو آپ ایک گندگی کے ڈھیر میں ڈالدیں تو کیسا ثواب ہوگا اُس نے جواب دیا کہ ثواب کیا بلکہ سخت گناہ اور بے ادبی ہے میں نے کہا یہی حال آپ کے ان عرسوں کا ہے کہ مساجد کے اندر فاحشہ عورتوں سے ناچ کرواتے اور راگ سُنتے ہو۔ تمہاری تمام خیرات بھی حرام ہے کیونکہ حرام نیت سے ہے خدا واسطہ نہیں اگر خدا واسطہ ہو تو فرمایش کا خوف کرو اور اوس کے حکموں کو مانو تو آپ بزرگوں کو بدنام نہ کیجئے بلکہ بدکار اور بدفہم اور بددینوں کی یہ رسمیں ایجاد کردہ ہیں جس شخص میں ایک ذرہ بھی دینی حیا یا اسلامی سمجھ ہو وہ کبھی ایسی واہیات رسمیں ایجاد کرنا تو درکنار شامل بھی نہیں ہوسکتے بلکہ دو ایک صاحبوں کے نام لئے جو اپنی اوقات کو تسبیح اور وظائف میں خرچ کرتے اور عرسوں میں شریک ہوتے تھے میں نے کہا وہ عجب بدفہم اور بے دین تھے کہ اونکو مساجد کے اندر خلاف شرع رسومات ہوتے دیکھکر کبھی جوش پیدا نہ ہوا کم از کم اتنا تو کرسکتے تھے کہ خود شریک نہ ہوا کرتے اور متنفر رہتے تاکہ اون کے واسطے اون کی شراکت حجت نہ ہوجاتی اب آپ اونکو ایسے واہیات بدفہم اور بیدین لوگوں کے نمونے نے اللہ اور رسول کے خلاف پر جما رکھا ہے۔ میرا تو یہی مسئلہ ہے کہ جو شخص عمداً احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ شیطان ہے اوس سے پناہ مانگنی چاہئے جب قرآن دُنیا میں موجود ہے تو پھر آپ اوسکو کیوں حَکم نہیں بنالیتے اور کیوں اس میزان پر بُری یا بھلی باتوں کا موازنہ نہیں کرلیتے۔ اوس نے جواب دیا کہ جیسا قرآن کو ہمارے بزرگوں نے سمجھا ہم نہیں سمجھ سکتے اُنہوں نے اُس کو سمجھ کر عمل کیا ہے بھلا خلاف کب کرسکتے تھے۔ میں نے کہا کہ جن الفاظ سے اونہوں نے رنڈیوں کا ناچ مساجد کے اندر جائز قرار دیا ہے وہ الفاظ تو مجھے سنا دو اوس نے جواب دیا کہ اگر استعداد ہمکو سمجھ ہوتی تو پھر ہم پہلے ہی آپ کو قائل کردیتے۔ میں نے کہا کیا قرآن کے الفاظ ایسے ہیں کہ ظاہر معنے کچھ اور ہوں اور معما و چیستان کے طور پر ظاہر کے خلاف معنے اور ہوں اوس نے کہا اس میں کیا شک ہے۔ قرآن کو ہر ایک شخص تھوڑا ہی سمجھ سکتا ہے اسی واسطے تو اوسکا با معنے پڑھنا اور پڑھانا متروک ہوگیا بزرگوں نے اوسکو سمجھکر رنڈیوں کا ناچ جائز قرار دیا اور رائج کیا اور آپ ظاہری لفظوں کو پکڑ کر اون پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ اسرار ہیں اور آپ اون کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ پھر میں نے کہا تو شاید شراب خوری اور رنڈی بازی بھی جائز ہو اوس نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ (باقی آیندہ)

موعظۃ الحسنہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

سو یہ ایک نعمت ہے کہ وہیں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں آیندہ کی زندگی محض ایمانی ہے۔ لیکن ایک متقی کو آیندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے اُنہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے نظر آتا ہے اون سے باتیں کرتا ہے۔ سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اوس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے۔ ایک ولی کا قول ہے کہ جسکو ایک خواب عمر میں نصیب نہیں ہوا اوس کا خاتمہ خطرناک ہے جیسے کہ قرآن مومن کیلئے یہہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سو جس میں نشان نہیں اوس میں تقویٰ نہیں سو ہم سب کی یہہ دعا چاہئے کہ یہہ شرط ہم میں پوری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام۔ خواب۔ مکاشفات کا فیضان ہو کیونکہ یہ مومن کا خاصہ ہے سو یہہ ہونا چاہئے۔ بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں۔ مثلاً سورہ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع میں ہی ہے اللہ تعالیٰ مومن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سن یعنے ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا اون لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے یہ اس لئے سکھلائی گئی ہو کہ انسان عالی ہمت ہو کر اس سے خالق کا منشا سمجھے اور وہ یہہ ہے کہ یہ امت بہائم کی طرح زندگی بسر نہ کرے۔ بلکہ اوس کے تمام پردے کھل جاویں جیسے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولایت بارہ اماموں کے بعد ختم ہو گئی برخلاف اس کے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشا کے مطابق ہے تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قویٰ ملے ہیں جنہوں نے نشوونما پانا ہے۔ اور بہت ترقی کرنا ہے ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں اوس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے تو چاہتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے۔ اُس پر نہ صرف ایمان ہی ہو بلکہ اوسے بتدریج اُن انعام کا علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے۔

علم کے تین مدارج ہیں علم الیقین۔ عین الیقین حق الیقین۔ مثلاً ایک جگہ سے دھواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کر لینا علم الیقین ہے۔ لیکن خود آنکھ سے آگ کو دیکھنا عین الیقین ہے اور اون سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے یعنے آگ میں ہاتھ ڈال کر جلن اور حرقت سے یقین کر لینا کہ آگ موجود ہے پس کیسا وہ شخص بد قسمت ہے جس کو نعمتوں میں سے کوئی حصہ حاصل نہیں۔ اس آیت کے مطابق جس پر اللہ کا فضل نہیں وہ کورانہ تقلید میں پھنسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا سن جو ہمارے راہ میں مجاہدہ کریگا۔ ہم اوس کو اپنی راہیں دکھلاویں گے یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہہ دعا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مد نظر رکھکر نماز میں بالحاح دعا کرے اور تمنا رکھے کہ وہ بھی اون لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اوٹھایا جاوے۔ چنانچہ فرمایا! من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی۔ الآیہ سن کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اُس جہان میں بھی اندھا ہے جس کی منشاء یہہ ہے کہ اُس جہان کے مشاہدہ کے لئے اسی جہان سے ہمکو آنکھیں لیجاتی ہیں۔ آیندہ جہان کو محسوس کرنے کیلئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہو گی۔ پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے۔ ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گیا مسلمان کہلاتا ہے دوسری طرف اسیطرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا رسول اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی اسکی دین سے محبت بھی قابل اعتراض ہے خدا اور رسول کی ہتک کرنیوالوں میں سے اُس کا گذر ہوتا ہے اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں اُنہیں محبت دین نہیں۔ ورنہ محبت والا اپنے محبوب کے برخلاف کیا کچھ پسند کرتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے کہ میں تو دینے کو طیار ہوں اگر تو لینے کو طیار ہے۔ پس یہہ دعا کہ ناہی اُس ہدایت کو لینے کی طیاری ہے اس دعا کے بعد سورہ بقرہ کے شروع میں ہی جو ھدی للمتقین کہا گیا تو گویا خدا تعالیٰ نے دینے کی طیاری کی۔ یعنے یہہ کتاب متقی کو کمال تک پہنچانے کا وعدہ کرتی ہے۔ سو اس کے معنے یہہ ہیں کہ یہ کتاب اون کے لئے نافع ہے جو پرہیز کرے اور نصیحت سننے کو طیار ہو۔ اس درجہ کا متقی وہ ہے جو خالی الطبع ہو کر حق کی بات سننے کو طیار ہو جیسے جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو وہ متقی بنتا ہے۔ جب کسی غیر مذہب اچھے دن آئے تو اوس میں اتقا پیدا ہوا۔ عجب غرور۔ پندار دو ہوا۔ یہ تمام روکیں تھیں جو دور ہو گئیں۔ ان کے دور ہونے سے تاریک کھڑکی کھل گئی اور شعاعیں اندر داخل ہو گئیں۔ یہہ جو فرمایا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت ہے۔ یعنے ھدی للمتقین۔ تو اتقا از افتعال کے باب ہے اور یہ باب تکلف کے لئے آیا کرتا ہے۔ یعنے اس میں اشارہ ہے کہ جسقدر یہاں ہم تقویٰ چاہتے ہیں وہ تکلف سے خالی نہیں جس کی حفاظت کیلئے اس کتاب میں ہدایات ہیں۔ گویا متقی کو نیکی کرنے میں تکلیف سے کام لینا پڑتا ہے۔ جب یہ درجہ گذر جاتا ہے تو سالک عبد صالح ہو جاتا ہے گویا تکلیف کا رنگ دور ہو گیا۔ اور صالح نے طبعاً و فطرتاً نیکی شروع کی وہ ایک قسم کے دار الامان میں ہے جسکو کوئی خطرہ نہیں۔ اب کل جنگ اپنے نفسانی جذبات کے برخلاف ختم ہو چکے اور وہ امن میں آگیا۔ اور ہر ایک قسم کے خطرات سے پاک ہو گیا۔ اسی امر کی طرف ہمارے ہادی کامل نے اشارہ کیا ہے۔ فرمایا کہ ہر ایک کے ساتھ شیطان ہوتا ہے لیکن میرا شیطان مسلم ہو گیا ہے۔ سو متقی کو ہمیشہ شیطان کے مقابل جنگ ہے لیکن جب وہ صالح ہو جاتا ہے تو کل جنگیں بھی ختم ہو جاتی ہیں مثلاً ایک ریا ہی ہے جس سے اسے آٹھوں پہر جنگ ہے متقی ایک ایسے میدان میں جہاں ہر وقت لڑائی ہے۔ اللہ کے فضل کا ہاتھ اسکے ساتھ ہو۔ تو اُسے فتح ہو۔ جیسے ریا جسکی چال ایک چیونٹی کی طرح ہے۔ بعض وقت انسان بے سمجھے لیکن موقعہ ریا کو دل میں پیدا ہونیکا موقعہ دیدیتا ہے۔ مثلاً ایک کا چاقو گم ہو جاوے۔ اور وہ دوسرے سے دریافت کرے تو اس موقعہ پر ایک متقی کو جنگ شیطان سے شروع ہو جاتا ہے جو اوسے سکھاتا ہے کہ مالک چاقو کا اسطرح دریافت کرنا ایک قسم کی بیعزتی ہے جس سے اوس کے ازدختہ ہونیکا احتمال ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ آپسمیں لڑائی بھی ہو جاوے اس موقعہ پر ایک متقی کو اپنے نفس کی بدخواہش سے جنگ ہے اگر اس شخص میں محض للہ دیانت موجود ہو۔ تو غصہ کرنے کی ایسی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ دیانت جسقدر مخفی رکھی جاوے اوسی قدر بہتر ہو۔ مثلاً ایک جواہری کو راستہ میں چند چور مل جاویں اور چور آپسمیں اُسکے متعلق مشورہ کریں۔ بعض اوسے دولتمند بتلاویں اور بعض کہیں کہ وہ کنگال ہے۔ اب مقابلۃً جواہری اونہیں کو پسند کریگا جو اُسے کنگال ظاہر کرینگے۔ اسیطرح یہہ دنیا کیا ہے۔ ایک قسم کی دار الابتلاء ہے۔ وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر مخفی رکھے اور ریا سے بچے وہ لوگ جن کے اعمال للہی ہوتے ہیں۔ وہ کسی پر اپنے اعمال کو ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ یہی لوگ متقی ہیں۔ میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے۔ کہ مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا۔ کہ اُسکو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے کوئی اوس کی مدد کرے ایک نے صالح سمجھکے اُسکو ایک ہزار روپیہ دیا اُنہوں نے روپیہ لیکر اُسکی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا۔ کہ جب یہاں ہی تعریف ہو گئی تو شاید ثواب آخرۃ سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا۔ اور کہا کہ وہ روپیہ اُس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔ جسپر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے اصل میں یہہ روپیہ دینا نہیں چاہتا جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا تو وہ شخص ہزار روپیہ

اُس کے پاس لایا - اور کہا کہ آپنے سرِعام میری تعریف کرکے مجھے محروم ثواب آخرت کیا۔ اس لئے میں نے یہ بہانہ کیا - اب یہ روپیہ آپکا ہے - لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تو قیامت تک موردِ لعن طعن ہوا - کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے - اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تونے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے -

ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کرکے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ اُس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کردیتا ہے - جیسا ایک بدمعاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے - اُسی طرح ایک متقی چھپکر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اُس کو دیکھ لے - سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے - تقویٰ کے مراتب بہت ہیں - لیکن بہرحال تقویٰ کیلئے تکلیف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اُس جنگ سے باہر ہے جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر اوپر ریا کا ذکر کیا - جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے

بسا اوقات ریا اور حلم کا جنگ ہو جاتا ہے - کبھی انسان کا غصہ کتاب اللہ کے برخلاف ہوتا ہے - گالی سنکر اوسکا نفس جوش مارتا ہے - تقویٰ تو اُس کو سکھلاتا ہے - کہ وہ غصہ ہونیسے باز رہے جیسے قرآن کہتا ہے واذا مروا باللغو مروا کراما س۱۹ ایسا ہی بیصبری کے ساتھ اُسے اکثر جنگ کرنا پڑتا ہے - بیصبری سے مراد یہ ہے کہ اسکو راہ تقویٰ میں اسقدر دقتوں کا مقابلہ ہے کہ مشکل سے وہ منزلِ مقصود پر پہنچتا ہے اس لئے بیصبر ہو جاتا ہے مثلاً ایک کوآں پچاس ہاتھ تک کھودتا ہے - اگر دو چار ہاتھ کے بعد کھودنا چھوڑ دیا جاوے - تو محض یہ ایک بدظنی ہے - اب تقویٰ کی شرط یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دئے - اُس کو اخیر تک پہنچاوے اور بیصبر نہ ہو جاوے

راہ سلوک میں مبارک قدم دو گروہ ہیں ایک وہ عین النجات والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں - مثلاً احکام شریعت کے پابند ہوگئے اور نجات پاگئے - دوسرے وہ جنہوں نے آگے قدم مارا - ہرگز نہ تھکے اور چلتے گئے - حتیٰ کہ منزلِ مقصود تک پہنچ گئے - لیکن نامراد - وہ فرقہ ہے کہ عین النجات سے تو قدم آگے رکھا - لیکن منزل سلوک کو طے نہ کیا - وہ ضرور دہریہ ہو جاتے ہیں جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نمازیں بھی پڑھتے رہے - چلہ کشیاں بھی کیں - لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا - جیسے ایک شخص منصور مسیح نے بیان کیا کہ اوس کی عیسائیت کا باعث یہی تھا - کہ وہ مرشد کے پاس گیا چلہ کشی کرتا رہا - لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا - بدظن ہو کر عیسائی ہو گیا - سو جو لوگ بیصبری کرتے ہیں - وہ شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں - سو متقی کو بیصبری کے ساتھ بھی جنگ ہے - بوستاں میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے - کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مردود و مخذول ہے - ایک دفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا - اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ ہوگا - وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اُس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں اگر ملعون ہوں تو ملعون ہی سہی - غنیمت ہے کہ مجھکو ملعون تو کہا جاتا ہے ابھی یہ باتیں مرید سے ہو رہی تھیں - کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے - سو یہ سب صدق و صبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے - یہ جو فرمایا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا س۲۱ - یعنے ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پاویں گے اس کے معنے یہ ہیں کہ اس راہ میں پیمبر کے ساتھ ملکر جد جہد کرنا ہوگا - ایک دو گھنٹہ کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں - بلکہ جان دینے کے لئے طیار رہنا اسکا کام ہے - سو متقی کی نشانی استقامت ہے - جیسے کہ فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ یعنے جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے - اور استقامت دکھلائی اور ہر طرف سے مُنہ پھیر کر اللہ کو ڈھونڈا - مطلب یہ کہ کامیابی استقامت پر موقوف ہے - اور وہ اللہ کو پہچاننا اور کسی ابتلا اور زلازل اور امتحان سے نہ ڈرنا ہے -

ضرور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ موردِ مخاطبہ و مکالمہ الٰہی - انبیاء کی طرح ہوگا - بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھوک مار کر عرش پر پہنچائے - اور واصلین سے ہو جاویں - ایسے لوگ ٹھٹھہ کرتے ہیں - وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں - یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جاکر صدہا ولی فی الفور بن گئے اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے - کہ - احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون - س۲۰ جب تک انسان آزمایا نہ جاوے - فتن میں نہ ڈالا جاوے وہ کب ولی بن سکتا ہے - ایک مجلس میں بایزید وعظ فرما رہے تھے - وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا - جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا - اوس کو آپ سے اندرونی بغض تھا - اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندان کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے - جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا - کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوئے تھے - وتلک الایام نداولھا بین الناس - س۴ - سو اُس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے - کہاں سے ایسا صاحب خوارق آگیا - لوگ اس طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے - یہ باتیں خدا تعالیٰ نے بایزید پر ظاہر کیں - انہوں نے ایک قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا - کہ ایک جگہ مجلس میں رات کیوقت ایک لیمپ بھی جل رہا تھا - تیل اور پانی میں بحث ہوئی - پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے - میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں - اس کا باعث کیا ہے - تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں - تو نے کہاں وہ جھیلی ہیں - جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی - ایک زمانہ تھا - جب میں بویا گیا - زمین میں مخفی رہا - خاکسار ہوا پھر خدا کے ارادہ سے بڑہا - بڑھنے نہ پایا - کہ کاٹا گیا پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا کولہوؤں میں پیسا گیا پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی - کیا ان مصائب کے بعد بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا - یہ ایک مثال ہے - کہ اہل اللہ مصائب شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں - لوگوں کا یہ خیال خام ہے - کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جاکر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہوگیا - قرآن کو دیکھو کہ خدا کس طرح تم پر راضی ہو - جبتک نبیوں کی طرح تم پر مصائب و زلازل نہ آویں - جنہوں نے بعض وقت تنگ آکر یہ بھی کہدیا - حتیٰ یقول الرسول والذین آمنوا معہ متیٰ نصر اللہ قریب س۲ - اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے پھر خدا نے انکو قبول کیا -

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں - ایک سلوک دوسرا جذب - سلوک وہ ہے - جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ و رسول کا راہ اختیار کرتے ہیں جیسے فرمایا - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ س۳ - یعنے اگر تم اللہ کے پیارے بننے چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو - وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اوٹھائے - کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی ایک دن بھی آرام نہ پایا - اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہونگے - جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پورے جد و جہد سے کریں - متبع وہی ہے - جو سب طرح پیروی کریگا سہل انگار اور سخت گذار کو اللہ پسند نہیں کرتا - بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں آوے گا - یہاں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم کی پیروی کا حکم دیا - تو سالک کا کام یہ ہوگا کہ اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل تاریخ دیکھے - اور پھر پیروی کرے اسی کا نام سلوک ہے - اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں - ان سب کو اوٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہوتا ہے -

اہل جذبہ کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے - اللہ تعالےٰ اونہیں سلوک پر ہی نہیں رکھتا - بلکہ خود اون کو مصائب میں ڈالتا اور جاذبہ ازلی سے اپنی طرف کھینچتا ہے - کل انبیاء مجذوب ہی تھے - جسوقت انسانی روح کو مصائب کا مقابلہ ہوتا ہے - اُن سے فرسودہ کار اور تجربہ کار ہو کر روح چمک اوٹھتی ہے جیسے لوہا - یا شیشہ اگرچہ چمک کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے - لیکن صیقلوں کے بعد ہی مجلا ہوتا ہے - حتیٰ کہ اوس میں منہ دیکھنے والے کا نظر آجاتا ہے - مجاہدات بھی صیقل کا کام کرتے ہیں - دل کا صیقل یہاں تک ہونا چاہئے کہ اوس میں سے بھی منہ نظر آجاوے - منہ کا نظر آنا کیا ہے تخلقوا باخلاق اللہ کا مصداق ہونا سالک کا دل آئینہ ہے - (باقی آئندہ)

دربار شام

۲۵ - مئی - سنہ ۱۹۰۳ء

تزکیہ نفس ایک استفسار کے جواب میں کہ آجکل کے پیر اور گدی نشین وظائف وغیرہ مختلف قسم کے اوراد بتاتے ہیں آپ کا کیا ارشاد ہے فرمایا کہ مومن جو بات سچے یقین سے کہے وہ ضرور موثر ہوتی ہے کیونکہ مومن کا مطہر قلب اسرار الہی کا خزینہ ہے جو کچھ اس پاک لوح انسانی پر منقش ہوتا ہے وہ آئینہ خدا نما ہے مگر انسان جب ضعف بشریت سے سہو و گناہ کر بیٹھتا ہے اور پھر ذرا بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا تو دل پر سیاہ زنگ بیٹھ جاتا اور رفتہ رفتہ قلب انسانی کہ خشیت الہی سے گداز اور شفاف تھا سخت اور سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ مگر جو بھی انسان اپنی مرض قلب کو معلوم کر کے اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور شب و روز نماز میں دعا میں استغفار و زاری و قلق جاری رکھتا ہے اور اسکی دعائیں انتہا کو پہنچتی ہیں تو تجلیات الہی اپنے فضل کے پانی سے اس ناپاکی کو دھو ڈالتی ہیں اور انسان میں ایک ثابت قدم رہے ایک قلب لیکر نئی زندگی کا جامہ پہن لیتا ہے گویا کہ اوس کا تولد ثانی ہوتا ہے۔ دو زبردست لشکر ہیں جن کے درمیان انسان چلتا ہے ایک لشکر رحمن کا دوسرا شیطان کا اگر یہ لشکر رحمن کی طرف جھک جاوے اور اس سے مدد طلب کرے تو اس سے بحکم الہی مدد دی جاتی ہے۔ اور اگر شیطان کیطرف رجوع کیا تو گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے پس انسان کو چاہیے کہ گناہ کی زہریلی ہوا سے بچنے کیلئے رحمن کی حفاظت میں ہو جاوے وہ چیز جو انسان اور رحمن میں دوری اور تفرقہ ڈالتی ہے وہ فقط گناہ ہی ہے جو اس سے بچگیا اس نے اللہ تعالی کی گود میں پناہ لی۔ دراصل گناہ سے بچنے کے لئے دو ہی طریق ہیں اول یہ کہ انسان خود کوشش کرے دوسرے اللہ تعالی سے جو زبردست مالک و قادر ہے استقامت طلب کرے یہانتک کہ اسے پاک زندگی میسر آوے اور یہی تزکیہ نفس کہلاتا ہے اور بندوں پر اللہ تعالی کی طرف سے جو انعامات و اکرامات ہوتے ہیں وہ محض اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہی ہوتے ہیں۔ پیروں فقیروں سو خود گدی نشینوں کے خود تراشیدہ درود وظائف طریق و رسومات سب فضول بدعات ہیں جو ہرگز ہرگز ماننے کے قابل نہیں۔ اگر یہ لوگ کل معاملات دنیوی و دینی کو ان خود ساختہ بدعات سے ہی درست کر سکتے ہیں تو یہ ذرہ ذرہ سی بات پر کیوں تکرار کرتے لڑتے جھگڑتے حتی کہ سرکاری عدالتوں میں جا پڑتے اور ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ سب باتیں دراصل وقت کا ضایع کرنا اور خداداد دماغی استعدادوں کا تباہ کرنا ہے۔ انسان اس لئے نہیں بنایا گیا کہ کبھی تسبیح لے کر صبح و شام تمام لوازمات و حقوق کو تلف کر کے بیٹھ جاوے سبحان اللہ سبحان اللہ میں لگا رہے اپنا اوقات گرامی بھی تباہ کرے اور خود اپنے قویٰ کو تباہ کرے اور اوروں کے تباہ کرنے کے لئے شب و روز کوشاں رہے اللہ تعالی ایسی معصیت سے بچاوے الغرض یہ سب باتیں سنت نبوی صلعم کو چھوڑنے سے پیدا ہوئیں یہ حالت ایسی ہے جیسے پھوڑا کہ اندر سے تو پیپ سے بھرا ہوا ہے اور باہر سے شیشے کی طرح چمکتا ہے زبان سے تو ورد و وظائف کرتے ہیں اور اندرونے بدکاری و گناہ سے سیاہ ہوئے ہوئے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ سب کچھ خدا سے طلب کرے جب وہ کسی کو کچھ دیتا ہے تو اسکی بلند شان کے خلاف ہے کہ واپس لے تزکیہ وہی ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا میں سکھایا گیا پیدا کیا گیا یہ لوگ اس سے بہت دور ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں سارے دن میں چار دفعہ دم لیتا ہوں۔ بعض فقط ایک یا دو دفعہ اس سے لوگ اونکو ولی سمجھ بیٹھتے ہیں اور ایسے واہیات دم کشی کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ فخر کے قابل یہ بات ہے کہ انسان مرضیات الہی پر چلکر اپنے پیغمبر نبی کریم سے صلح و آشتی پیدا کرے جس سے کہ وہ انبیاء کا وارث کہلائے اور صلحا و ابدال میں داخل ہو۔ اسی توحید کو پکڑے اور اس پر ثابت قدم رہے تو اللہ تعالی اپنا غلبہ و عظمت اس کے دل پر بٹھا دیگا

دمکشیوں کے ہم قائل نہیں یہ سب منتر جنتر ہیں جو ہمارے ملک کے جوگی ہندو سنیاسی کرتے ہیں جو شیطان کی غلامی میں پڑے ہوئے ہیں البتہ دعا کرنی چاہیے خواہ اپنی ہی زبان میں ہو جس میں اضطراب اور سچی تڑپ سے جناب الہی میں گداز ہوا ہو ایسا کہ وہ قادر الحی القیوم دیکھ رہا ہے جب یہ حالت ہو گی تو گناہ پر دلیری نہ کرے گا جس طرح انسان آگ یا اور ہلاک کرنیوالی اشیاء سے ڈرتا ہے ویسے ہی اسکو گناہ کی سوزش سے ڈرنا چاہیے گنہگار زندگی انسان کے لئے دنیا میں مجسم دوزخ ہے جس پر غضب الہی کی سموم چلتی اور اس کو ہلاک کر دیتی جس طرح آگ سے انسان ڈرتا ہے اسی طرح گناہ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آگ ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ نماز میں رو رو کر دعائیں مانگو تا اللہ تعالی تم پر اپنے فضل کی نسیم چلائے۔ دیکھو شیعہ لوگ کیسے راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ حسین حسین کرتے۔ مگر احکام الہی کی بےحرمتی کرتے ہیں حالانکہ حسین کو بھی بلکہ تمام رسولوں کو استغفار کی ایسی سخت ضرورت تھی جیسے ہم کو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا فعل اوس پر شاہد ہے۔ کون ہے جو آپ سے بڑھکر نمونہ بن سکتا ہے

مختلف واقعات

ہندوستان کا ویسرائے

ہمعصر ہندوستانی ناقل ہے۔ یہاں کے اخبارات میں آجکل یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ لارڈ کرزن کے بعد کون صاحب ہندوستان کے ویسرائے ہونگے۔ ویسرائے صاحب بہادر کے مقاصد کی نسبت جسقدر آزادی کے ساتھ بحث کی جاتی ہے اوس کو پڑھ کر آپ نہائت خوش ہونگے۔ "اخبار مارننگ پوسٹ" نے چارشنبہ کے پرچہ میں یہانتک رائے زنی کی ہے کہ لارڈ کرزن صاحب کی میعاد گورنر جنرلی میں دو سال اور توسیع مدت ہونے والی ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ قبل توسیع ملازمت شروع ہونے کے لارڈ کرزن بہادر کو تین ماہ کی رخصت دی جائیگی۔ اور اس درمیان میں انکا قصد ہے کہ ولایت تشریف لاویں۔ اگر ایسا ہونے والا ہے تو مسٹر بالفور کو لازم ہے کہ اس مسودہ کے پیش ہونے کا اعلان کریں جس کے ذریعہ سے ویسرائے صاحب کو قانوناً ولائیت آنے کی اجازت ملنی ضروری ہے۔ ورنہ استعفا معمولی بات ہو گی اور ایسی حالت میں آپ پھر اپنے کار منصبی پر واپس آنا چاہینگے تو بعد رخصت ختم ہونے کے آپ کا تقرر از سر نو عمل میں آئے گا۔ لیکن ایسا ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کیا کارروائی ہونیوالی ہے قرینہ غالب یہ ہے کہ اس باب میں اسوقت تک کچھ تصفیہ نہیں ہوا ہے یہ صرف اخبار والوں کی گپ بازی ہے حال میں ایک اخبار نے اپنے قائم مقام کو انڈیا آفس میں غرض بھیجا تھا کہ وہ وہاں دریافت کرے کہ لارڈ کرزن صاحب بہادر کی توسیع ملازمت کے متعلق جو خبریں شایع ہوئی ہیں اون کی اصلیت کیا ہے۔ انڈیا آفس نے نہ تو اس خبر کی تردید ہی کی اور نہ اوس کی صحت کا اقبال کیا لیکن اس کو یہ واقع یاد دلایا گیا کہ جب کسی ویسرائے کی میعاد تقرری ختم ہونے کو ہوتی ہے تو ایسی خبریں ضرور شایع ہوا کرتی ہیں قائم مقام مذکور سے یہ بھی بیان کیا گیا۔ کہ اس قسم کی غیر معتبر خبریں مختلف مقامات میں عرصہ سے شایع ہو رہی ہیں۔ دوسرا فرقہ گپ بازوں کا وہ ہے جسکو یہ توقع نہیں ہے کہ لارڈ کرزن صاحب بہادر کو معمولی مدت سے زیادہ توسیع عنایت ہو گی۔ ارل منٹو موجودہ گورنر جنرل کناڈا کو ہندوستان بھیجا جاتا ہے یہ تقرری ٹھیک نہ ہوگی کیونکہ لارڈ منٹو میں وہ اوصاف نہیں ہیں جنہوں نے آج لارڈ کرزن صاحب کو ممتاز بنایا ہے۔ خیر فی الحال اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ بحث کیجاوے کہ لارڈ منٹو صاحب اس عہدہ کے قابل ہیں یا نہیں کیونکہ جبتک خبر بھی شایع نہ ہوں کہ جسوقت لارڈ کرزن صاحب کی مدت تقرر ختم ہوگی اسوقت لارڈ منٹو صاحب کی مدت ملازمت ختم ہو گی۔

اسلام اور خدا شناسی

اس مذہب کی خداشناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر اُن کی ساری تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جسکی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئیگا اور اُس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرہ ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دیگی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف بتلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں کرتا بلکہ موافق آیۂ کریمہ الستُ بربکم قالوا بلٰی کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اُس کا حکم بردار ہے۔ اسکی طرف جھکنے کیلئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اسکی طرف جھکنے کے لئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اسی کیطرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کیطرف اشارہ کیا ہے کہ ان من شیءٍ الا یسبح بحمدہ یعنی ہر ایک چیز اسکی پاکی اور اسکے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کریگا کہ کسی مخفی تعلق کیوجہ سے یہ کشش ہے پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دیں کہ اس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا ماہیت لکھی ہے اور اس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہر یک چیز پر حکومت کر رہا ہے اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کیطرف جھکنے کا نہیں ہے معاذ اللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی جہالت بھی ہے مگر افسوس کہ آریوں نے ویدوں کے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی اطاعت ہر یک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس دور تھے لہٰذا یہ سچی فلسفہ اُن سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اُس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں بلکہ ہر یک چیز اپنی روح سے اسکو سجدہ کر رہی ہے۔ کیونکہ ذرہ ذرہ اُس کو بے انتہا احسانوں میں مستغرق اور اُس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ تمام مخالف مذہب والوں نے خدا تعالیٰ کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور تقدس کو اپنی تنگدلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے۔ اور انہیں وجوہ سے اُن کے فرضی خداؤں پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بے جا غضب اور بیجا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کی سرسبزی دکھاؤں گو کہیں نہیں روکا آریوں کیطرح اس عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتا کہ زمین و آسمان کی روحیں اور ذرات اجسام اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اور جسکا پرمیشر نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک راجہ کے طور پر ان پر حکمراں ہے اور نہ عیسائی مذہب کیطرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور بتہ راحات جیسی حرامکار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اُٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کیطرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچکر خدائی یاد آگئی۔ مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لئے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا بلکہ اسلام ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدا کے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے اور اس وحشیانہ عقیدہ سے بھی اس ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جب تک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے تب تک اپنے بندوں کے بخشنے کیلئے کوئی سبیل اُس کو یاد نہ آوے۔

نشانات الٰہی کو کون مستفیض ہوتے ہیں

یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے۔ کہ وہ ایک خاص ایسے طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اُس کے کاموں میں تدبر کرنے والے اور سوچنے والے اور اُس کی حکمتوں اور مصالح کی تہ تک پہنچنے والے اور عقلمند اور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے۔ اور حق شناسی سے عاجز اور سوءظن کیطرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شقاوت کا اپنے پر داغ رکھتے ہیں وہ نافہموں کے دلوں پر حجب ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب اُن کو تو ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض ہوتی ہے کہ تا خبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو پاک طبع کو پاکوں کے ساتھ شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق اور ثبات میں ترقی دین اور اونکی زیرکی اور حقائق شناسی دُنیا پر ظاہر کریں اور اونکو اس کسر شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت پر متصور ہے کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان اُن کی جماعت میں شامل ہو جائے اور اون کے ہم پہلو ہو جاوے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اس کی جماعت کے آب زلال کے ساتھ کوئی پلید اور نہ ملجائے اس لئے وہ ایسی خصوصیت کے ساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے جن سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ ہی پاتے ہیں اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدہا نفسانی زنجیروں میں مبتلا ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اُس کو مشاہدہ کر لیتے مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا۔ اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پالیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھانے پر قادر تھا اور اسبات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کیطرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع کی فطرت اُسکو دیکھکر سجدہ کرے۔ مگر اوس دُنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدار نجات پانیکا ایمان بالغیب پر ہے۔ وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا بلکہ سبائی وجود کا سارا پردہ دکھلا کر ایمانی انتظام کو کلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانیکا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا اور جب ایک ایسا کھلا کھلا نشان دیکھکر تمام نالائق اور پست فطرت اور سفلی خیال کے آدمی اور بدچلن انسان ایک جا ہو کر کے جماعت میں داخل ہو جاتے تو اون کا داخل ہونا پاک جماعت کیلئے ننگ اور عار ہو جاتا اور نیز خلق اللہ کا یکدفعہ رجوع کرنا اور کئی قسم کے فتنے پیدا کرتا انسانی گورنمنٹوں میں بھی ایک تھلکا مچاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے ابتداء سے نہیں چاہا کہ نشان ایسی ہی عام کا شور ہو کر نمونہ دکھاوے کہ کسی کی تاب نہیں ہو سکتیں —

وہ سب پوری ہوتی ہیں اور ہونگی مگر ایسے طور سے جو قدیم سے سنت اللہ ہے۔